Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے

سالانہ.............300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....قرض لینے کے بجائے فرض پورا کیجیے..............مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۵۰، آیت نمبر ۷۴)...... بنی اسرائیل کے دلوں کا سخت ہو جانا.............// // ۵

درسِ حدیث ....نماز کی فضیلت واہمیت..............// // ۹

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

قربانی کے اوقات اور ذبح سے متعلق احکام..............مفتی محمد رضوان ۱۴

ریل کا سفر اور ریلوے نظام میں اصلاحات..............// // ۲۳

اسلامی نظریاتی کونسل کے ۱۷۱، ویں اجلاس کی سفارشات..............// // ۲۷

ماہِ ذیقعدہ: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..............مولوی طارق محمود ۳۱

سترِ عورت یعنی پردہ والے اعضاء ڈھانپنے کے احکام (نماز کی شرائط کا بیان: قسط ۲)... مفتی محمد امجد حسین ۳۶

سفارش کے آداب..............مفتی محمد رضوان ۳۹

رمضانُ المبارک کا مقصد اور اس کی رحمتوں سے محروم لوگ (تیسری آخری قسط)......اصلاحی مجلس: حضرت نواب محمد عشرت علی خان صاحب ۴۰

اختلافِ رائے کے ساتھ احترامِ رائے کی ضرورت (بسلسلہ: اصلاح العلماء والمدارس).......مفتی محمد رضوان ۴۵

علم کے مینار..............سرگذشت عہدِ گُل (قسط ۱۴)..............مولانا محمد امجد حسین ۴۶

تذکرۂ اولیاء: ...... حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمہ اللہ..............// // ۴۹

پیارے بچو! .... بچو اپنے دانتوں کی حفاظت کرو!..............حافظ محمد ناصر ۵۳

بزمِ خواتین .... پردے کی اہمیت اور اس کے چند ضروری احکام (قسط ۳)....مفتی ابوشعیب ۵۶

آپ کے دینی مسائل کا حل...... ایک سلام سے وتر کی تین رکعات کا ثبوت...ادارہ ۶۰

کیا آپ جانتے ہیں؟.............. سوالات وجوابات..............ترتیب: مفتی محمد یونس ۷۶

عبرت کدہ .... حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط ۱۱)..............ابوجویریہ ۸۰

طب وصحت.......... ناک بند ہونا: اسباب وعلاج.........حکیم راحت نسیم سوہدروی ۸۲

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..............مولانا محمد امجد حسین ۸۳

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..............ابرار حسین ستی ۸۴

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر ۵ (۱۴۲۹ھ) کی اجمالی فہرست..............ابورملہ ۸۷

اداریہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مفتی محمد رضوان

قرض لینے کے بجائے فرض پورا کیجیے

حکومت کا آئی ایم ایف سے 7.6 ارب ڈالر کے قرض کا معاہدہ طے پا گیا ہے۔

یہ قرض پانچ سال میں ادا کرنا ہوگا، جس پر ساڑھے تین سے ساڑھے چار فیصد سود ادا کرنا ہوگا۔

آئی ایم ایف ادارہ جس کی بنیاد 1947ء میں رکھی گئی، یہ کوئی اسلامی ادارہ نہیں بلکہ کافر ساہوکاروں کا ایک ایسا ادارہ ہے، جس سے مسلمانوں کو اپنے حق میں کوئی بہتر توقع رکھنا بلی سے دودھ کی رکھوالی کرانے کے مترادف ہے۔ وطنِ عزیز جو پہلے سے ہی مقروض چلا آ رہا تھا، آئی ایم ایف کے موجودہ قرضہ سے یہ بوجھ اور بڑھ گیا ہے، اس طرح کے قرضوں کے حصول کو کسی طرح بھی ملکی معیشت کے لئے فائدہ مند قرار نہیں دیا جا سکتا، اور صرف یہی نہیں بلکہ ملکی سلامتی اور مسلمانوں کے ایمان واسلام کے تحفظ کے حوالہ سے بھی اس طرح کا قرض انتہائی نقصان دہ اور مضر شمار کیا جاتا ہے، کیونکہ ایک تو اس قرض کا بوجھ براہِ راست یوٹیلٹی بلز پر پڑتا ہے، اور اس کی وجہ سے بجلی، گیس، پانی، اور روزمرہ کی اشیائے صرف واستعمال کی قیمتوں اور ٹیکسوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

آئی ایم ایف جیسے ادارہ سے قرض کے حصول کے بعد اشیائے صرف وخورد ونوش وغیرہ کی قیمتوں کے تعین اور ٹیکسوں کے عائد کرنے کا اختیار کافی حد تک ان اداروں کو حاصل ہو جاتا ہے۔ اور عوام کی محنت مزدوری اور خون پسینہ کی کمائی کفریہ طاقتوں کے لئے حلوہ بے دود کی غذا کا کام دیتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی کافر ساہوکار پورے ملک کو قرض کے احسان میں دبا کر نہ جانے کس کس قسم کی شرائط منوا کر ملک کو اپنے شکنجہ میں پھنسا لیتے ہیں، اور ان کو ملک کے اندرونی بلکہ حساس معاملات تک میں مداخلت کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔

اس قسم کی پیشگی شرائط اور بوجھ کی وجہ سے حکمرانوں کی طرف سے قوم کو آئی ایم ایف کی کڑوی گولی نگلنے کی تلقین کی جاتی رہی ہے۔

اور تجزیہ نگاروں کے بقول اس قرض کا بوجھ تو عوام پر پڑتا ہے، لیکن عام طور پر قرض میں لیا گیا یہ پیسہ حکمرانوں کی عیاشیوں پر خرچ ہو جاتا ہے، جس سے عوام کو جزوی فائدہ بھی نہیں ہوتا۔

Idara Ghufran

اوران سب باتوں سے تھوڑی دیر کے لئے قطع نظر کر کے اگر اسلامی نقطۂ نظر سے جائزہ لیا جائے تو اس قرض میں سب سے بڑی خرابی سود کی لعنت اور وبال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود کے گناہ پر جس طرح کی سخت وعید سنائی ہے وہ کسی اور گناہ پر نہیں سنائی یعنی اللہ اوراس کے رسول سے اعلانِ جنگ۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ جس گناہ سے اللہ اوراس کے رسول کے ساتھ جنگ کا آغاز ہو جائے وہ عمل کہیں ملک وقوم کی ترقی کا ذریعہ بن سکتا ہے، ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے تو اس کی یہ سوچ اسلامی سوچ نہیں۔

ان حالات میں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ جب ملک کی معیشت کی حالت خراب ہو تو اس وقت اس طرح کے قرض کے علاوہ اور کیا چارہ رہ جاتا ہے؟

اس سوال کا سیدھا اور سادہ سا جواب یہ ہے کہ اسلام نے ہمیں ایسے اصول فراہم کیے ہیں کہ جن کو اختیار کر کے اس قسم کے مسائل کا حل نکالا جا سکتا ہے، چنانچہ اسلام نے سب سے پہلے تو کفایت شعاری اور سادگی کی تعلیم دی ہے۔ اور دوسرے فضول خرچی اور عیاشی سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے، اور حکمرانوں کا اولین فریضہ یہی ہے۔ لہٰذا اگر حکمران (بیوروکریٹ، جاگیردار) کفایت شعاری کا خود بھی اہتمام فرمائیں اور قوم کو بھی اس طرف متوجہ کریں اور اسی طرح فضول خرچی وعیاشی سے اپنے آپ کو بچائیں اور قوم کو بھی اس کی تلقین کریں، اور فضول خرچی وعیاشی سے بچنے بچانے کے لئے مؤثر حکمت عملی ترتیب دیں تو چند ہی دنوں میں موجودہ معاشی کمزوری پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اسی کے ساتھ سب سے پہلے حکمرانوں کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے بیرون ملک میں موجود بھاری بھرکم اکاؤنٹ کو ملک میں منتقل کریں، اور ملک کے ماحول کو سازگار بنائیں کر اور قوم کا اعتماد بحال کریں، اور ''تجزیہ نگاروں کے بقول'' پاکستانی قوم کے تقریباً دوسوارب ڈالر کا سرمایہ بیرون ممالک میں موجود ہے، اس کو ملک میں منتقل کرائیں اور ملک کی بڑی بڑی رقوم قرض لے کر معاف کرا لینے یا قرض دبا کر بیٹھنے والے لوگوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے اور قوم کا پیسہ واپس لیا جائے، خواہ وہ سیاسی شخصیات ہوں، یا کوئی اور۔ امید ہے کہ قرض حاصل کرتے رہنے کے بجائے اگر حکمران اپنے اس فرض کو پورا کریں تو آسانی سے ان معاشی مسائل کا حل نکل آئے گا۔ ورنہ قوم کو کڑوی گولیاں نگلنے کی تلقین کرتے رہنے اور خود عیاشیوں اور فضول خرچیوں میں مبتلا رہنے سے کبھی بھی ان مسائل کا حل نہیں نکل سکتا۔

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط۵۰،آیت نمبر۷۴) مفتی محمد رضوان

بنی اسرائیل کے دلوں کا سخت ہوجانا

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ ۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً. وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ. وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ . وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ . وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۷۴)

ترجمہ: پھر تمہارے دل سخت ہوگئے اس سب کے بعد سو وہ ہوگئے جیسے پتھر یا ان سے بھی سخت، اور پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں جن سے جاری ہوتی ہیں نہریں، اوران میں ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور نکلتا ہے ان سے پانی، اوران میں ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں اللہ کے ڈر سے، اوراللہ بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے (۷۴)

تفسیر وتشریح

گزشتہ آیات میں ذکر کیے گئے واقعات سے بھی جب بنی اسرائیل متأ ثر نہ ہوئی، خاص طور پر مقتول کا زندہ ہونا اور پھر اپنے قاتل کا نام بتلانا، جبکہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نبی کی نبوت ورسالت اور قیامت کے قائم ہونے کی عجیب وغریب نشانیاں تھیں، اور یہ نشانیاں دل کے نرم کرنے کے لیے کافی تھیں، لیکن اس کے باوجود بنی اسرائیل کے دل نرم نہ ہوئے بلکہ بجائے نرم ہونے کے مزید سخت ہوگئے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے اُن کے ان نشانیوں سے نصیحت حاصل نہ کرنے اوران کے دل سخت ہونے کی شکایت فرمائی ہے۔

کہ اے بنی اسرائیل چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی قدت، نبی کی رسالت اور قیامت قائم ہونے کی نشانیاں دیکھ کر تمہارے دل نرم پڑتے، اورتم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نبی کی رسالت اور قیامت وبعثت پر ایمان لاتے، لیکن تمہارے دل ان نشانیوں کو دیکھنے کے بعد بھی سخت ہوگئے، اوروہ پتھر کی طرح سخت ہوگئے، بلکہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہوگئے، کیونکہ بعض پتھروں سے نہریں جاری ہوجاتی ہیں، یعنی خوب پانی

Idara Ghufran

نکلتا ہے، اور بعض پتھروں سے نہریں تو جاری نہیں ہوتیں، لیکن وہ پھٹ جاتے ہیں، پھر ان سے آہستہ آہستہ پانی نکلتا رہتا ہے، اور بعض ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔

تین قسم کے پتھروں کے ذکر میں ترتیب انتہائی لطیف اور مقصود انتہائی بلیغ انداز میں بیان کیا گیا ہے، یعنی بعض پتھروں میں تاثر اتنا قوی ہوتا ہے جس سے نہریں جاری ہوجاتی ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق فائدہ اُٹھاتی ہے، اوران بنی اسرائیل کے دل ایسے بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی تکلیف ومصیبت میں پگھل جائیں، اور بعض پتھروں میں ان سے کم تأثر ہوتا ہے جس سے کم نفع پہنچتا ہے، تو یہ پتھر پہلے پتھروں کی نسبت کم نرم ہوئے، اور بنی اسرائیل کے دل اس دوسرے درجے کے پتھروں سے بھی سخت ہیں؛ اور بعض پتھروں میں اگرچہ اس درجے کا اثر نہیں مگر پھر بھی ایک اثر تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے نیچے آ گرتے ہیں، اگرچہ درجے میں یہ پتھر پہلی دونوں قسموں کے پتھروں کے درجے سے زیادہ ضعیف ہیں، مگران بنی اسرائیل کے دلوں میں ان کم درجے والے پتھروں جتنا بھی اثر لینے کا جذبہ بھی نہیں۔

مذکورہ آیت میں پتھروں سے مثال اور تشبیہ دی گئی ہے، لوہے، تانبے سے مثال اور تشبیہ نہیں دی گئی۔

اس سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ لوہا اور تانبا آگ پر رکھنے سے پگھل جاتا ہے، مگران بنی اسرائیل کے دل اس قدر سخت ہیں کہ خوف اور ڈر کی آگ سے بھی نہیں پگھلتے، پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں (معارف القرآن ادریسی، بتغیر)

بعض حضرات نے فرمایا کہ تین قسم کے پتھروں کے جو تین اثرات اس آیت میں ذکر کئے گئے ہیں، ان سے تین قسم کے لوگوں کے دلوں کی حالت کی طرف بھی اشارہ ہوگیا:

(۱)......بعض دل ایسے ہوتے ہیں کہ جن سے علوم ومعارف کی نہریں جاری ہوتی ہیں، کہ جن سے دنیا سیراب ہوتی ہے، یہ علمائے راسخین اور ائمہ ہادین کی شان ہے کہ جن کے کلمات مردہ دلوں کے حق میں آبِ حیات کا کام دیتے ہیں۔

(۲)......بعض دل ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے نہریں تو نہیں مگر علم وحکمت کے چشمے جاری ہوتے ہیں، اور لاکھوں اور ہزاروں لوگوں کو ان سے نفع ہوتا ہے، یہ علمائے ربانیین کی شان ہے۔

(۳)......اور بعض دل ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے پست اور تکبر وغرور سے پاک ہوتے ہیں، کبھی اس کے حکم کے خلاف سر نہیں اٹھاتے، یہ عابدین وزاہدین کی شان ہے۔

اور بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ ان تین قسم کے پتھروں سے اللہ تعالیٰ کا دل میں تین قسم کا خوف رکھنے والے بندوں کی طرف اشارہ ہے، چنانچہ نہریں جاری ہونے سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے بکثرت رونے والے بندوں کی طرف اور کم پانی نکلنے سے کم رونے والے بندوں کی طرف اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے گرنے سے دل میں رونے والے، مگر آنکھوں سے آنسوں جاری نہ ہونے والے بندوں کی طرف اشارہ ہے، اور یہ سب بندے درجہ بدرجہ نرم دل رکھنے والے ہیں، ان میں سے کسی قسم کے بندے بھی دل کی سختی والے شمار نہیں ہوتے (معارف القرآن ادریسی، بتغیر)

جمادات بھی ذی روح اور حس وادراک رکھتے ہیں

اس آیت میں پتھروں کے تین اثرات بیان کیے گئے ہیں، ایک اثر ان سے زیادہ پانی نکلنا، دوسرا اثر کم پانی نکلنا، ان دو میں تو کسی کو شبہ نہیں پڑتا۔

البتہ تیسرا اثر یعنی اللہ کے خوف سے پتھر کا نیچے آ گرنا؛ اس میں ممکن ہے کہ کسی کو شبہ ہو کہ پتھر کو تو عقل اور ادراک وحِس نہیں ہوتی، پھر یہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کیسے متأثر ہوتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ خوف کے لیے عقل کی ضرورت نہیں، کیونکہ حیوانات جن میں عقل نہیں ہوتی، ان میں خوف کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔

البتہ پتھر کے خوف سے گرنے کے لیے اُس میں حِس کے ثابت کرنے کی ضرورت ہے؛ اور حِس کا ہونا حیات وزندگی کے وجود پر موقوف ہے، اور یہ بات ممکن ہے کہ جمادات اور پتھروں میں ایسی لطیف وخفیہ حیات وزندگی ہو جس کا ہم کو ادراک نہ ہوتا ہو۔

پھر ہمارا یہ دعویٰ بھی نہیں کہ پتھر کے گرنے کی وجہ ہمیشہ خوف ہی ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ''بعض پتھر اس وجہ سے گر جاتے ہیں''

اس لیے بہت ممکن ہے کہ پتھروں کے گرنے کے اسباب مختلف ہوں، بعض طبعی اسباب ہوں، اور ایک سبب اللہ تعالیٰ کا خوف بھی ہو (معارف القرآن عثمانی بتغیر)

اور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے نزدیک حیوانات اور جمادات میں بھی روح اور حیات ہے، اور ان میں ایک خاص قسم کا شعور وادراک ہے، جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کی کئی آیات میں حیوانات اور جمادات کے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید وغیرہ کرنے کا ذکر

ہے، چنانچہ ایک مقام پر ارشاد ہے:

تُسَبِّحُ لَـهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ. وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ. اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (سورہ اسراء آیت نمبر ۴۴)

ترجمہ: ساتوں آسمان اور زمین اور اُن میں جو کچھ بھی ہے سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں، اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی تسبیح وتحمید نہ کرتی ہو، لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں (ترجمہ مکمل)

كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ (سورہ نور آیت نمبر ۴۱)

ترجمہ: ہر چیز کو اپنی نماز اور تسبیح کا علم ہے (ترجمہ مکمل)

وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ (سورہ رحمٰن آیت نمبر ۶)

ترجمہ: اور گھاس اور درخت اللہ کے لیے سجدہ کرتے ہیں (ترجمہ مکمل)

غرضیکہ کئی آیات اور احادیث سے ثابت ہے کہ جمادات میں ایک روح ہوتی ہے اور یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کو پہچانتی ہیں، ایک مخلوق کا دوسری مخلوق سے بے خبر اور بے تعلق ہونا عقلاً ممکن بلکہ واقع ہے، لیکن مخلوق کا خالق سے بے خبر و بے تعلق ہونا عقلاً ناممکن ہے (معارف القرآن ادریسی، بتغیر)

کثرتِ کلام دل کی سختی اور اللہ تعالیٰ کا ذکر دل کی نرمی کا باعث ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي (ترمذی، حدیث نمبر ۲۳۳۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ اور کثرت سے کلام نہ کیا کرو، اس لیے کہ زیادہ کلام کرنا دل میں قساوت (سختی) پیدا کرتا ہے، اور سخت دل ہی اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دُور ہے (ترجمہ مکمل)

مذکورہ آیت میں بنی اسرائیل کی جس سخت دلی کا ذکر ہے، اُس کا ایک سبب بھی کثرتِ کلام ہے، کہ جب گائے کے ذبح کا حکم ہوا تو معاندانہ سوالات کا ایک سلسلہ شروع کر دیا، ان بیہودہ سوالات کا یہ نتیجہ نکلا کہ اُن کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے (معارف القرآن ادریسی، بتغیر)

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

نماز کی فضیلت واہمیت

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ عَلِمَ أَنَّ الصَّلَاةَ حَقٌّ وَاجِبٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ(مسنداحمدحدیث نمبر ۳۹۷) [1]

ترجمہ: بے شک نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس بات کا علم حاصل کیا کہ نماز حق اور فرض ہے(اور پھر اس پر عمل کیا) تو وہ جنت میں داخل ہوگا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث میں صرف نماز کی فرضیت کے علم کے بیان پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور مراد اس پر عمل کرنا بھی ہے، کیونکہ جب نماز کی فرضیت کا علم ہوجاتا ہے، تو پھر اس کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اس کی پابندی کی جائے، اور نماز کی پابندی سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، اور پھر وہ جنت کا مستحق ہوجاتا ہے۔

اس حدیث میں ساتھ ہی اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نماز کی فرضیت کا علم حاصل کرنا بھی بہت اہم اور ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ جو شخص نماز کی فرضیت کا انکار کرتا ہے، وہ کافر شمار ہوتا ہے، اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق ہوتا ہے۔

(كذا فى فيض القدير شرح الجامع الصغير من أحاديث البشير النذير)

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ رُكُوعِهِنَّ وَسُجُودِهِنَّ وَوُضُوئِهِنَّ وَمَوَاقِيتِهِنَّ وَعَلِمَ أَنَّهُنَّ حَقٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ قَالَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ (مسند احمد، ۱۷۶۲۲)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ جس نے پانچ نمازوں کی

---

[1] قال الحاكم :صحيح وأقره الذهبى فى التلخيص ولكنه فى المهذب قال :فيه عبد الملك مجهول وقال الهيثمى :رجال أحمد موثقون(فيض القدير شرح الجامع الصغير من أحاديث البشير النذير تحت حديث رقم ۸۸۵۹)

حفاظت کی، ان کے رکوع کی بھی، اوران کے سجدوں کی بھی، اوران کی وضو کی بھی، اوران کے اوقات کی بھی (یعنی ان تمام چیزوں کی رعایت کے ساتھ پانچ نمازوں کا اہتمام کیا) اوراس بات کا یقین بھی رکھا کہ یہ نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق اورفرض ہیں، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، یارسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اس کے لئے جنت واجب ہوجائے گی (ترجمہ ختم)

اورایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ عَلَى وُضُوئِهَا وَمَوَاقِيتِهَا وَرُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا يَرَاهَا حَقًّا لِلَّهِ عَلَيْهِ حُرِّمَ عَلَى النَّارِ (مسند احمد، ۱۷۶۲۳) [1]

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے پانچ نمازوں کی حفاظت کی ان کی وضو کی بھی، اوران کے اوقات کی بھی اوران کے رکوع کی بھی اوران کے سجدوں کی بھی، (یعنی ان تمام چیزوں کی رعایت کے ساتھ پانچ نمازوں کا اہتمام کیا) اوراُن کو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا حق سمجھا تو اللہ تعالیٰ اُس کو جہنم پر حرام فرمادیں گے (ترجمہ ختم)

یعنی اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جہنم میں ہرگز داخل نہیں فرمائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم :مَنْ حَافَظَ عَلَى هَؤُلاءِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ ، وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِئَةَ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ (مستدرک علی الصحیحین ؛ صحیح ابن خزیمۃ؛ شعب الایمان، سنن سعید بن منصور، وقال سندہ صحیح)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ان فرض نمازوں کی حفاظت کی، تو وہ غافل لوگوں میں سے نہیں لکھا جائے گا، اورجس نے کسی رات میں قرآن مجید کی سو آیتوں کی قرائت کی تو وہ عبادت گزاروں میں سے لکھا جائے گا (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ پانچ وقت کی فرض نمازوں کو پابندی اوراہتمام کے ساتھ ادا کرنے والے کا نام

---

[1] رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِي مُسْنَدِهِ بِإِسْنَادِ الصَّحِيحِ(اتحاف الخیر المہرہ)
رواہ أحمد والطبرانی فی الکبیر ورجال أحمد رجال الصحیح(مجمع الزوائد)

اللہ تعالیٰ اور آخرت کی طرف سے غفلت اختیار کرنے والے لوگوں کے صحیفے میں شمار نہیں کیا جائے گا، اور رات میں قرآن مجید کی سوآیتوں کی قرائت کرنے والا رات کو عبادت کرنے والوں میں شمار کیا جائے گا۔

(کذا فی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح)

حضرت مالک بن حارث فرماتے ہیں کہ حضرت مسروق کے بارے میں مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ وہ یہ فرماتے تھے کہ:

مَنْ حَافَظَ عَلَى هَؤُلاءِ الصَّلَوَاتِ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ فَإِنَّ فِي إِفْرَاطِهِنَّ الْهَلَكَةَ (مصنف ابن ابی شیبۃ)

ترجمہ: جس نے ان (فرض) نمازوں کی حفاظت کی، تو وہ غافل لوگوں میں سے نہیں لکھا جائے گا، اس لیے کہ ان (نمازوں) میں کوتاہی کرنا ہلاکت کا ذریعہ ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح نماز کی حفاظت غفلت والوں میں شمار ہونے سے بچانے کا ذریعہ ہے، اسی طرح اس میں کوتاہی کرنا ہلاکت کا ذریعہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور آخرت سے غفلت انسان کے لیے بہت بڑی ہلاکت وتباہی ہے۔

اس سے نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نماز انسان کو اللہ تعالیٰ اور آخرت کی غفلت سے بچاتی ہے اور جو لوگ نماز کا اہتمام نہیں کرتے، وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ اور آخرت سے غافل ہیں، جو کہ اُن کے لیے تباہی وبربادی کا باعث ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ (بخاری)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کوئی چیز

Idara Ghufran

جوڑے والی (یعنی دو کی تعداد میں یا آگے پیچھے) خرچ کی، تو اُسے جنت کے دروازوں سے بُلایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ خیر ہے (جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے تیار کی ہے) اور جو شخص نماز کی پابندی کرنے والا ہوگا، اُسے جنت کی طرف نماز کے دروازے سے بُلایا جائے گا، اور جو شخص جہاد کرنے والا ہوگا، اُسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو روزہ رکھنے والا ہوگا، اُسے بابِ ریّان (جو روزے داروں کے لیے جنت میں داخل ہونے کے دروازے کا نام ہے) سے بلایا جائے گا، اور جو شخص صدقہ دینے والوں میں سے ہوگا، اُسے صدقے کے دروازے سے بلایا جائے گا۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اگر چہ ان سب دروازوں سے بلانے کی کوئی ضرورت تو نہ ہوگی (کیونکہ داخلے کے لیے ایک دروازہ بھی کافی ہے) لیکن کیا کوئی ان سب دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بے شک، اور میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ ان لوگوں میں سے ہوں گے (جن کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا) (ترجمہ ختم)

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جوڑے والی چیز خرچ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو چیز خرچ کی، وہ دو کی تعداد میں خرچ کی، مثلاً دو روپے یا دو کپڑے، دو روٹیاں وغیرہ؛ اور بعض حضرات نے اس کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ اُس نے ایک مرتبہ خرچ کرنے پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ وہ بار بار خرچ کرتا رہا۔ واللہ اعلم۔

(کذا فی مرقاۃ شرح مشکاۃ، باب فضل الصدقۃ)

اور مخصوص دروازے سے جنت میں بلائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ جس کے اعمال میں جونسا نیک عمل زیادہ ہوگا، اُسے اُس عمل کے مخصوص راستے سے جنت میں بلایا جائے گا، اور یہ مطلب نہیں ہے کہ ان میں سے صرف ایک عمل کرنے والا جنت میں داخل ہو جائے گا۔

(کذا فی المنتقی شرح الموطا)

اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جو شخص اللہ تعالیٰ کی پوری طرح سے فرمانبرداری کرے گا، تو اُس کو جنت کے جس دروازے سے وہ چاہے گا، اُسے داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ عَبَدَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَسَمِعَ وَأَطَاعَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُدْخِلُهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ وَلَهَا ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ وَمَنْ عَبَدَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَسَمِعَ وَعَصَى فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى مِنْ أَمْرِهِ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ رَحِمَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ (مسند احمد، حديث نمبر ۲۱۷۰۵)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اس طریقے سے عبادت کی کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کیا، اور اُس نے نماز کو قائم کیا، اور زکاۃ ادا کی، اور اللہ تعالیٰ کے (دوسرے) احکام کو سُن کر (اور سیکھ کر) اُن پر عمل کیا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُس کو جنت کے جس دروازے سے وہ چاہے گا، داخل فرمائیں گے، اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔

اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اس طریقے سے عبادت تو کی کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کیا، اور اُس نے نماز کو بھی قائم کیا، اور زکاۃ بھی ادا کی، اور اللہ تعالیٰ کے (دوسرے) احکام کو سُنا لیکن اُس نے (اُن پر عمل نہیں کیا، بلکہ) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ چاہیں تو اُس پر رحم فرمائیں اور چاہیں تو اسے عذاب دیں (ترجمہ ختم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الْوُضُوءُ (ترمذی، باب ماجاء أن مفتاح الصلاة الطهور، حديث نمبر ۴ ومسند احمد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے، اور نماز کی کنجی وضو ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح کسی گھر میں داخل ہونے کے لیے مقفّل دروازے کو کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اور اس کے لیے چابی کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح جنت میں داخل ہونے کے لیے اُس کے بند دروازوں کو کھولنے کے لیے نیک اعمال کی ضرورت ہے، اور نیک اعمال میں سب سے بڑا درجہ نماز کا ہے، لہٰذا جنت میں داخل ہونے کے لیے نماز چابی کی طرح ہے، اور نماز بغیر وضو کے درست نہیں ہوتی، اس لیے نماز میں داخل ہونے کے لیے وضو چابی کا درجہ رکھتی ہے۔

(كذا فى التيسير بشرح الجامع الصغير، حرف الميم)

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

قربانی کے اوقات اور ذبح سے متعلق احکام

قربانی ایک ایسی مخصوص عبادت ہے کہ جس کو ادا کرنے کے لئے شریعت نے مخصوص شرائط مقرر کی ہیں، ان میں سے ایک شرط قربانی کے مخصوص دن کا ہونا بھی ہے۔

جس سے متعلق مسائل ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ......: قربانی کے تین دن ہیں یعنی ۱۰-۱۱-۱۲ ذی الحجہ۔ اس کے بعد چوتھے روز قربانی جائز نہیں۔

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ قربانی کے تین دن حدیث سے ثابت نہیں حالانکہ یہ بات صحیح نہیں۔

حضرت ابن عمر، حضرت انس، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے صراحت کے ساتھ قربانی کے تین دن ہونے کا ثبوت ہے (موطاء امام مالک ص ۱۸۸) (محلی ابن حزم قال ابن حزم صحیح ج ۴ ص ۳۷۷) (الجوہر النقی ج ۹ ص ۲۹۶) (عمدۃ القاری ج ۱۰ ص ۶۴)

مسئلہ......: شہر اور قصبہ والوں کے لئے (یعنی جن مقامات پر جمعہ وعیدین کی نماز پڑھنا واجب اور صحیح ہو) قربانی کا وقت ۱۰/ ذی الحجہ کو عید کی نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور دیہات والوں کے لئے (یعنی جس جگہ جمعہ وعیدین کی نماز پڑھنا جائز وصحیح نہ ہو) صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے۔ اختتام میں کوئی فرق نہیں، دونوں کے لئے ۱۲/ ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے تک وقت رہتا ہے، چنانچہ دیہات والے صبح صادق کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے قربانی کر سکتے ہیں اور شہر والے عید کی نماز کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔

اگر شہر میں کسی بھی جگہ عید کی نماز نہیں ہوئی تھی کہ کسی شہری نے قربانی کر دی تو قربانی نہیں ہوئی (الجوھرۃ النیرہ وغیرہ)

مسئلہ......: دیہات والوں کے لئے بہتر وقت یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد قربانی کریں اور شہر والوں کے لئے بہتر وقت یہ ہے کہ عید کا خطبہ ہو جانے کے بعد قربانی کریں (ایضاً)

مسئلہ......: قربانی کے دنوں میں جانور ذبح کرنے سے ہی قربانی ادا ہوتی ہے زندہ جانور صدقہ وغیرہ کر دینا کافی نہیں (عامۃ الکتب)

مسئلہ......: پہلا دن قربانی کے لئے سب سے بہتر ہے، پھر دوسرے دن کا درجہ ہے، پھر تیسرے دن کا (ہندیہ)

مسئلہ......: اگر شہر میں کئی جگہ عید کی نماز ہوتی ہے تو قربانی صحیح ہونے کے لئے ایک جگہ نماز ہو جانا کافی ہے، ہر قربانی کرنے والے کا عید کی نماز پڑھ کر قربانی کرنا ضروری نہیں (ایضاً)

مسئلہ......: شہر میں سب سے پہلے نماز ہو جانے کے بعد کسی نے خود نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کر دی تو جائز ہے (ایضاً)

مسئلہ......: اگر کسی شہر میں کہیں ایک جگہ بھی کسی وجہ سے عید کی نماز نہ پڑھی جا سکے تو قربانی کرنے میں اتنی دیر کی جائے کہ نماز کا وقت ختم ہو جائے یعنی زوال ہو جائے (الجوہرۃ)

مسئلہ......: اگر عید کی نماز کسی عذر سے گیارہویں یا بارہویں تاریخ کو پڑھی جائے تو قربانی عید کی نماز سے پہلے بھی کی جا سکتی ہے (جوہرۃ)

مسئلہ......: اگر شہری نے اپنا جانور دیہات میں بھیج دیا، یا پہلے سے دیہات میں تھا اور وہ خود شہر میں ہے تو دیہات میں صبح صادق کے بعد بھی اسے ذبح کیا جا سکتا ہے (بشرطیکہ اس جگہ صبح صادق ہو چکی ہو جہاں وہ شخص موجود ہے جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے)

مسئلہ......: اگر دیہاتی نے اپنا جانور شہر میں بھیج دیا، یا پہلے سے شہر میں تھا اور وہ خود دیہات میں ہے تو اسے شہر میں عید کی نماز سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ......: ایک شخص خود ایک شہر میں ہے اور وہ دوسرے شہر میں اطلاع دے کر کسی کو وکیل بناتا ہے کہ اس شہر میں میری طرف سے قربانی کر دو چنانچہ وہ شخص اس شہر میں اس کی قربانی کر دیتا ہے تو اس قربانی کے معتبر ہونے یا نہ ہونے میں اس شہر میں عید کی نماز ادا ہونے یا نہ ہونے کا اعتبار ہوگا جہاں قربانی کی جارہی ہے نہ کہ اس شہر کا جہاں قربانی کرانے والا موجود ہے (مثلاً ایک شخص کراچی میں ہے اور وہ راولپنڈی میں اپنی قربانی کراتا ہے تو راولپنڈی میں عید کی نماز ہونا ضروری ہے بشرطیکہ کراچی میں صبح صادق ہو چکی ہو)

مسئلہ......: جہاں قربانی کرانے والا موجود ہے، وہاں ابھی قربانی کا دن اور وقت شروع نہیں ہوا، اور جس جگہ قربانی کا جانور ذبح ہونا ہے، وہاں قربانی کے دن شروع ہو چکے ہیں، مثلاً قربانی کرانے والا ہندوستان یا پاکستان میں ہے، جہاں آج مثلاً ۹ ذی الحجہ ہے، اور وہ اپنی قربانی سعودی عرب یا افغانستان یا کسی اور ایسے ملک میں کراتا ہے جس میں عیدالاضحیٰ ہندو پاکستان سے ایک دن پہلے ہوئی تو اس پاکستانی یا ہندوستانی کا جانور اس ملک میں پہلے دن ذبح کرنا معتبر نہیں۔

اسی طرح مثلاً برطانیہ کا وقت ہندو پاکستان کے وقت سے تقریباً پانچ گھنٹے پیچھے ہے مثلاً جب ہندو پاکستان میں صبح چھ بج رہے ہوتے ہیں اس وقت برطانیہ میں رات کا تقریباً ایک بج رہا ہوتا ہے اب اگر ایک آدمی مثلاً برطانیہ میں ہے اور وہ اپنی قربانی کسی کو کہہ کر ہندوستان یا پاکستان میں کراتا ہے تو جب تک برطانیہ میں وہاں کے اعتبار سے دس ذی الحجہ کی صبح صادق نہ ہوجائے اس وقت تک اس کا جانور پاکستان یا ہندوستان میں ذبح کرنا درست اور معتبر نہیں۔

اوراسی طرح مذکورہ صورت میں جس جگہ قربانی کا جانور موجود ہے وہاں قربانی کے دن اور وقت ختم (۱۲/ ذی الحجہ کا غروب) ہونے کے بعد قربانی درست نہیں اگر چہ قربانی کرانے والے کی جگہ کے اعتبار سے قربانی کے دن اور وقت باقی ہو (یعنی وہاں ۱۲/ ذی الحجہ کا غروب نہ ہوا ہو)

مسئلہ......: جہاں قربانی کرانے والا موجود ہے، اگر وہاں قربانی کے دن شروع ہو چکے ہیں، اور جس جگہ قربانی کا جانور ذبح ہونا ہے، وہاں ابھی قربانی کے دن شروع نہیں ہوئے، مثلاً مذکورہ مسئلہ نمبر۱۳ کے برعکس قربانی کرانے والا سعودی عرب میں ہے (جہاں آج مثلاً 10 ذی الحجہ ہے) اور قربانی کا جانور پاکستان یا ہندوستان میں میں ذبح کرانا چاہتا ہے، جہاں آج ۹ ذی الحجہ ہے، تو جب تک پاکستان میں قربانی کے دن شروع نہیں ہوجاتے، اُس وقت تک قربانی درست نہیں، اور اسی طرح مذکورہ صورت میں سعودی عرب میں ۱۲/ ذی الحجہ کا غروب ہونے کے بعد پاکستان میں قربانی درست نہیں۔

مسئلہ......: دسویں رات کو یعنی عید کا دن شروع ہونے سے پہلے اور تیرہویں رات کو یعنی بارہ ذی الحجہ کو غروب کے بعد قربانی کرنا جائز نہیں البتہ گیارہویں یا بارہویں رات کو قربانی کرنا جائز ہے لیکن رگیں نہ کٹنے، یا ہاتھ کٹنے، یا جانور کے آرام میں خلل کے اندیشہ سے رات میں ذبح کرنا بہتر نہیں لیکن اگر کی جائے تو قربانی ہوجائے گی (بدائع، شامی)

مسئلہ......: اگر کسی پر قربانی واجب تھی مگر اس نے قربانی نہیں کی یہاں تک کہ قربانی کے دن گذر گئے تو اب قربانی کا عمل فوت ہوگیا، اب اگر اس نے قربانی کے لئے جانور متعین نہیں کیا تھا تو قربانی کے قابل درمیانی درجہ کی بھیڑ یا بکری کی قیمت غریبوں پر صدقہ کرنا واجب ہے، گائے کے ساتویں حصہ کی قیمت کا صدقہ کافی نہیں۔ اور اگر اس نے قربانی کا جانور زبان سے منت مان کر متعین کر رکھا تھا (مثلاً زبان سے کہا ہوا تھا کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو اس جانور کی قربانی کروں گا) خواہ یہ منت ماننے والا شخص امیر ہو یا

غریب، یا غریب نے قربانی کی نیت سے جانور خرید رکھا تھا، تو اب قربانی کے دن گزرنے کے بعد اسی زندہ جانور کو غریبوں پر صدقہ کردے اگر بیچ دیا تو اس کی قیمت اور ذبح کر دیا تو اس کا سارا گوشت پوست صدقہ کردے، اگر ذبح شدہ جانور کی قیمت زندہ سے کم ہے تو جتنی کم ہے اتنا صدقہ کرنا بھی ضروری ہے، اگر گوشت پوست میں سے کچھ خود استعمال کرلیا تو اس کی قیمت صدقہ کرے (شامی، ہندیہ، احسن الفتاویٰ)

مسئلہ......: یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جبکہ کسی نے واجب ہوتے ہوئے گزشتہ سالوں کی قربانی نہیں کی تو اب وقت گزرنے کے بعد قربانی نہیں کی جاسکتی نہ تو عام دنوں میں اور نہ ہی آنے والے قربانی کے دنوں میں بلکہ اب ضروری ہے کہ توبہ استغفار کے ساتھ ہر سال کے اعتبار سے درمیانی درجہ کی بھیڑ، بکری، دنبہ وغیرہ کی قیمت کا اندازہ نکال کر اتنی رقم غریبوں پر صدقہ کردے (ہندیہ)

ذبح کے احکام وآداب

قربانی کا عمل ذبح سے ادا ہوتا ہے، اس لئے شریعت کی طرف سے ذبح کے احکام وآداب بھی بیان کئے گئے ہیں، جو کہ بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِذَاقَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَهٗ (رواہ مسلم فی الصید، ابوداؤد فی الاضاحی، نسائی فی الضحایا وابن ماجہ فی الذبائح)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے بھلائی اور احسان کو ہر ایک چیز پر لازم کردیا ہے پس جب تم کسی جانور کو قتل کرو تو اچھے طریقے پر قتل کرو اور جب تم کوئی جانور ذبح کرو تو اچھے طریقہ پر ذبح کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنی چھری کو (پہلے سے) تیز کرلیا کرے اور اپنے ذبیحہ کی راحت کا خیال رکھا کرے (ترجمہ ختم)

ایک حدیث میں یہ قصّہ مذکور ہے کہ:

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی رَجُلٍ وَاضِعٍ رِجْلَهٗ عَلٰی صَفْحَةِ شَاةٍ وَهُوَ یُحِدُّ شَفْرَتَهٗ وَهِیَ تَلْحَظُ اِلَیْهِ بِبَصَرِهَا قَالَ اَفَلَا قَبْلَ هٰذَا؟ اَوَتُرِیْدُ اَنْ تُمِیْتَهَا مَوْتَتَیْنِ (رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط، ورجالہ رجال الصحیح ، ورواہ

الحاکم الاانہ قال: اترید ان تمیتھا موتات ھلااحددت شفرتک قبل ان تضجعھا وقال : صحیح علی شرط البخاری،(الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۰۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا جس نے اپنا پیر بکری کے اوپر رکھا ہوا تھا اور اپنی چھری کو تیز کررہا تھا اور بکری اپنی آنکھوں سے اس چھری کو دیکھ رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے پہلے تو نے اپنی چھری کو کیوں تیز نہیں کرلیا تھا، کیا تو اس کو دودفعہ مارنے (کی ایذاء دینا) چاہتا ہے (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

اَمَرَالنَّبِیُّ ﷺ بِحَدِّ الشِّفَارِ وَاَنْ تُوَارٰی عَنِ الْبَهَائِمِ وَقَالَ اِذَا ذَبَحَ اَحَدُکُمْ فَلْیُجْهِزْ (ابن ماجه،الترغیب والترھیب ایضاً)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے چھری کو تیز کرنے اور جانوروں سے چھپانے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی ذبح کرے تو جلدی ذبح کرے (ترجمہ ختم)

ان جیسی احادیث کی روشنی میں فقہائے کرام علیہم الرحمہ نے ذبح کے درجِ ذیل آداب بیان فرمائے ہیں:

(۱)......ذبح کرنے کے لئے قربان گاہ کی طرف جانور کو نرمی اور آہستگی سے ہانک کر لے جانا چاہئے بلاضرورت ٹانگ، دم وغیرہ سے گھسیٹ اور کھینچ کر تکلیف نہ پہنچائی جائے حتی الامکان نرمی والا معاملہ اور برتاؤ کیا جائے (بدائع، ہندیہ)

(۲)......مستحب ہے کہ جانور کو تیز دھاردار چھری سے ذبح کرے۔

(۳)......ذبح کرنے کے بعد فوراً کھال نہ اتارے، بلکہ جسم کے ساکن اور ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرے۔

(۴)......دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے۔

(۵)......اگر اچھے طریقے سے ذبح کرنا جانتا ہو تو افضل یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، خود تجربہ نہ رکھتا ہو تو دوسرے سے ذبح کرائے، مگر خود بھی موجود رہے تو بہتر ہے۔

(۶)......جانور کو قبلہ رخ لٹائے اور خود ذبح کرنے والا بھی قبلہ رخ ہو (دونوں کا قبلہ رخ ہونا سنتِ مؤکدہ ہے) (ہندیہ وغیرہ)

مسئلہ......: جانور خریدتے وقت قربانی کی نیت تھی مگر ذبح بغیر نیت کے کردیا تو بھی قربانی ہوجائے گی خریدتے وقت کی نیت بھی کافی ہے (ہندیہ)

مسئلہ......: قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں (شامی) البتہ ذبح کرتے وقت زبان سے اللہ کا نام لینا ضروری ہے۔

مسئلہ......: ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا ضروری ہے اور خاص ''بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' پڑھنا سنت ہے۔ نیز ذبح کے وقت صرف ایک مرتبہ ''بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہہ لینا کافی ہے مسلسل اور بار بار پڑھتے رہنا ضروری نہیں اگرچہ اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی دعا ضروری نہیں۔

مسئلہ......: اگر کسی نے اللہ اکبر کے بجائے اللہ اعظم یا اور کوئی ایسا لفظ پڑھ لیا جس میں اللہ کی بڑائی یا اللہ کی کسی صفت کا ذکر تھا، یا عربی کے بجائے اردو یا کسی اور زبان میں اس قسم کے الفاظ ادا کیے (مثلاً اللہ سب سے بڑا ہے وغیرہ) تو بھی ذبح حلال ہوجائے گا، لیکن ایسا کرنا سنت اور مستحب کے خلاف ہے (شامی)

مسئلہ......: ذبح کی تکبیر کا پڑھنا ذبح کرنے والے کے ذمہ ضروری ہے کسی اور کا پڑھنا کافی نہیں اور نہ ہی کسی اور کا پڑھنا ضروری ہے (ایضاً)

مسئلہ......: سنت ہے کہ جانور ذبح کرنے کے لئے لٹانے کے بعد یہ دعاء پڑھے:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَا اَنَامِنَ الْمُشْرِکِیْنَ. اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ . لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَااَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ.

(ابن ماجہ فی الاضاحی، ابوداؤد فی الضحایا، مسند احمد، دارمی، مجمع الزوائد، مشکوٰۃ باب فی الاضحیۃ)

اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ،

(مشکوٰۃ ،مسلم)

مسئلہ......: بعض جگہ دستور ہے کہ قربانی کرنے والا شخص چھری پر پھونک مار کر ذبح کرنے والے کو دیتا

ہےاس کی کوئی حقیقت نہیں اصل آداب وہی ہیں جواوپر ذکر کئے گئے ہیں۔

مسئلہ......: بعض لوگ ذبح سے پہلے جانور کی تصویریں بناتے ہیں جونا جائز وحرام ہے(کما جاء فی احادیثٍ کثیرۃٍ، صحیحۃٍ ، صریحۃٍ)

حرام کام کرنے کے بعداللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنا بہت بڑی بدنصیبی کی بات ہے۔

مسئلہ......: عوام میں مشہور ہے کہ ذبح کرنے والے کے علاوہ جانور کو پکڑنے والے اور مدد کرنے والے پر بھی بسم اللہ اللہ اکبر کہنا واجب ہے، یہ غلط ہے، ذبح کی تکبیر صرف ذبح کرنے والے پر واجب ہے(اغلاط العوام)

البتہ اگر ذبح کرنے والے کے ساتھ ذبح کے لئے کسی دوسرے نے بھی چھری پکڑی تو پھر ذبح کے وقت ان دونوں میں سے ہرایک پر بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے ان دونوں میں سے اگر کسی نے بھی دانستہ بسم اللہ چھوڑ دی تو جانور حرام ہوجائے گا(درمختار)

مسئلہ......: اگر کوئی مسلمان ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے تو وہ ذبیحہ حلال ہے اور اگر کوئی جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑ دے وہ ذبیحہ حلال نہیں (عامۃ الفقہ)

مسئلہ......: اگر کسی کوغسل کی حاجت ہواوروہ غسل کیے بغیراسی حالت میں جانور ذبح کردے تو اس کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے۔

مسئلہ......: بائیں ہاتھ سے ذبح کرنا خلافِ سنت ہے(کذایفهم من الحدیث)

البتہ اگر کوئی عذر ہومثلاً کسی کو پہلے سے عادت ہی بائیں ہاتھ سے کام کرنے کی ہواور دائیں ہاتھ سے صحیح ذبح نہ ہوتا ہوتو پھر کوئی حرج نہیں (لانہٗ عذر)

مسئلہ......: جانور کے ذبح کرنے میں چار رگیں کاٹی جاتی ہیں ایک حلقوم یعنی سانس کی نالی جسے نرخرہ کہتے ہیں، دوسری مری یعنی کھانے پینے کی نالی تیسری و چوتھی ودجین یعنی شہ رگ جوحلقوم ومری کے دائیں بائیں ہوتی ہیں۔

اگر ذبح کرتے ہوئے یہ ساری رگیں نہ کٹ سکیں تو حلال ہونے کے لئے تین کا کٹ جانا بھی کافی ہے اس سے کم کافی نہیں (عامۃ الکتب)

مسئلہ......: بعض لوگ عورتوں کے ذبیحہ کودرست نہیں سمجھتے۔ یہ غلط خیال ہے، عورت، سمجھدار بچہ اور بچی کا

ذبیحہ درست ہے جبکہ یہ صحیح ذبح کر دیں (اغلاط العوام)

مسئلہ......: قربانی کے ذبح ہو جانے کے بعد اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اپنے حصہ کے دام کسی سے لے کر اپنا حصہ اس کو دیدے تو جائز نہیں (عامۃ الکتب)

مسئلہ......: اگر ایک بڑے جانور میں کئی آدمی شریک ہیں اور کوئی ایک شریک جانور ذبح کرتا ہے یا گوشت وغیرہ بناتا ہے تو اس کو اس جانور کے ذبح اور گوشت وغیرہ بنانے کی اجرت لینا جائز نہیں (احسن الفتاویٰ)

مسئلہ......: اگر بڑا جانور (گائے ،بھینس وغیرہ) بے قابو ہو کر چھوٹ جائے اور پکڑنے میں نہ آئے تو ذبح اضطراری بھی جائز ہے، یعنی چھری، برچھی وغیرہ کسی دھاردار آلہ پر ذبح کی نیت سے بسم اللہ پڑھ کر دور سے ماردے، وہ جانور کے جسم میں جس جگہ بھی لگ جائے اور جانور زخمی ہو کر ہلاک ہو جائے تو حلال ہو جائے گا البتہ اگر زندہ پر قابو پالیا تو پھر شرعی طریقے پر ذبح کرنا ضروری ہوگا (ہدایہ،وغیرہ)

مسئلہ......: چھوٹا جانور (بکری،بھیڑ وغیرہ) اگر آبادی میں بھاگ جائے تو ذبح اضطراری جائز نہیں کیونکہ پیچھا کر کے اسے قابو میں لایا جاسکتا ہے اور جنگل میں بھاگ جائے تو ذبح اضطراری جائز ہے (ایضاً)

مسئلہ......: کافر،مرتد،زندیق کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں مردار ہے اور ایسا گوشت کھانا حرام ہے۔ اسی وجہ سے قادیانیوں کا ذبیحہ حلال نہیں بلکہ مردار ہے خواہ انہوں نے اسلام چھوڑ کر قادیانیت کو اختیار کیا ہو یا وہ پیدائشی اور نسلی طور پر قادیانی ہوں اور موجودہ قادیانی پیدائشی طور پر زندیق ہیں۔اس لئے ذبح کے لئے صحیح العقیدہ مسلمان تلاش کرنا چاہئے اگر کسی وقت صحیح العقیدہ قصاب (قصائی) دستیاب نہ ہو تو ذبح پھر بھی خود یا کسی صحیح العقیدہ مسلمان سے کرایا جائے پھر ذبح کے بعد گوشت وغیرہ اس سے بنوانے میں حرج نہیں (من الاصول)

مسئلہ......: جانور ذبح کرنے سے پہلے مرنے کے قریب ہو گیا لیکن زندگی کے آثار موجود ہیں تو ذبح کرنے سے حلال ہو جائے گا (لانہٗ محل الذبح)

مسئلہ......: عقدہ یعنی گھنڈی کے اوپر ٹھوڑی کے ساتھ والے حصے سے ذبح کرنا یا گدی کی طرف سے ذبح کرنا منع ہے لیکن اگر کسی نے ذبح کر دیا اور رگیں بھی کٹ گئیں تو ذبیحہ حلال ہے (جواہر الفقہ ،رسائل الرشید)

مسئلہ......: ذبح سے پہلے قربانی کا جانور زندہ بچہ جن دے یا ذبح کے وقت پیٹ سے زندہ بچہ نکلے تو اسے

بھی ماں کے ساتھ ذبح کردے، اگر ذبح نہیں کیا اور قربانی کے دن گزر گئے تو اس کو صدقہ کردے، اگر بعد میں ذبح کر کے کھالیا یا بیچ دیا تو قیمت صدقہ کرے (بدائع، شامی)

ذبح کے وقت ان کاموں سے بچنا چاہئے

کند چھری سے ذبح کرنا، جانور کو لٹانے کے بعد چھری تیز کرنا، یا جانور کے سامنے چھری تیز کرنا، قبلہ رخ ہوئے بغیر ذبح کرنا، چھری ایسی بے احتیاطی سے چلانا کہ حرام مغز تک پہنچ جائے یا گردن کٹ کر الگ ہو جائے، ٹھنڈا ہونے سے پہلے سر کاٹنا یا کھال اتارنا یا حرام مغز کاٹنا یا گردن توڑنا یا ایک جگہ کے بجائے زیادہ جگہ سے ذبح کرنا (جیسا کہ بعض لوگ اونٹ کو تین تین جگہ سے ذبح کرتے ہیں) یا ٹھنڈا ہونے سے پہلے کسی قسم کی بھی تکلیف پہنچانا مکروہ وممنوع ہے اگرچہ جانور حلال ہو جائے گا۔

آج کل کے بہت سے روایتی و پیشہ ور قصاب جانور کو ذبح کرنے کے وقت اس قسم کی مذکورہ خرابیوں میں مبتلا پائے جاتے ہیں، جنہیں اپنے آپ کو ان چیزوں سے بچانا چاہئے۔

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) (اضافہ واصلاح شدہ چوتھا ایڈیشن)

ذُوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں اسلامی سال کے بارہویں مہینے یعنی "ماہِ ذی الحجہ" سے متعلق فضائل ومسائل اور بدعات ومنکرات کو مفصّل ومدلّل اور سہل انداز میں جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، ماہِ ذی الحجہ خصوصاً عشرۂ ذی الحجہ، شبِ عید، عیدُ الاضحیٰ اور قربانی کے بارے میں قرآن وحدیث میں وارد ہونے والے فضائل ومسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس کے ساتھ ہی عقیقہ کے فضائل ومسائل بھی تحریر کئے گئے ہیں، اور معتبر کتبِ فقہ وفتاویٰ کے حوالہ جات بھی پیش کیے گئے ہیں، اسی کے ساتھ موجودہ دور میں ان چیزوں سے متعلق پائے جانے والے منکرات وبدعات کو بھی معتدل طریقہ پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس طرح یہ رسالہ بحمد اللہ تعالیٰ فضائل ومسائل، دلائل ورذائل کا مجموعہ بن گیا ہے۔

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

ریل کا سفر اور ریلوے نظام میں اصلاحات

عام طور پر بچوں کو بچپن میں ریل گاڑی اچھی لگتی ہے، مجھے بھی بچپن سے ریل گاڑی اوراس کے سفر سے ایک خاص لگاؤ اور انسیت سی ہے، اور کوشش ہوتی ہے کہ کوئی عذر نہ ہو تو ریل سے سفر کیا جائے۔

شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ریل کا سفر قافلوں اور کاروانوں کی صورت میں گھوڑوں، گدھوں، خچروں اور اونٹوں پر کئے جانے والے قدیم اسفار کی ایک دھندلی سی مگر جدید و برق رفتار تصویر ہے، ریل کی بوگیوں کی لمبی چوڑی قطار جو مختلف رنگ ونسل، زبان اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو مع متاع واسباب اور آل اولاد کے اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتی ہے، سفر کا یہ رنگ ڈھنگ اور انداز قدیم قافلوں اور کاروانوں کے سفر سے کتنی ظاہری ومعنوی مماثلت رکھتا ہے، پھر شہر شہر بستی بستی مختلف چھوٹے بڑے اسٹیشنوں پر اس کا رکنا اور مسافروں کا اتر اتر کر اپنی ضروریات میں لگنا کارواں کے منزل بمنزل پڑاؤ ڈالنے سے اور ہر روانگی کے وقت پر ہیبت سائرن وہارن بجانا، قدیم کاروانوں کے کوچ کے وقت جرس گھنٹے سے کیسی مشابہت رکھتا ہے، اور مزید گہرائی سے دیکھا جائے تو سفر کا یہ انداز خود ہماری اس دنیوی زندگانی کے سفر کی بھی ایک صاف اور واضح تصویر ہے، کہ کرہ ارض کی ٹرین میں ہم سوار ہیں، اور موت کے پلیٹ فارم پر باری باری اتر رہے ہیں، اور نئے چڑھنے والے چڑھ رہے ہیں، حافظ شیرازی رحمہ اللہ کا بھی شاید کارواں کے سفر سے اس طرف ذہن منتقل ہوا تھا، جس کی طرف اس مشہور شعر میں اشارہ کیا ہے۔

کس نہ داند کہ منزل گہِ معشوق کجا است بس ایں قدر است کہ بانگِ جرسے می آید

آجکل جبکہ ریل گاڑی کے علاوہ، بس اور جہاز وغیرہ کی شکل میں بھی سفر کے دوسرے ذرائع موجود ہیں، مگر ریل کے سفر کی اہمیت وافادیت اپنی جگہ برقرار ہے،

ریل کے سفر میں جہاں ایک طرف پیشاب اور استنجا کی سہولت ہوتی ہے، اوراس مقصد کے لئے گاڑی کے رکنے کے انتظار کی زحمت نہیں کرنی پڑتی، اسی کے ساتھ چلتی ریل گاڑی میں وضو اور نماز کی ادائیگی، میں بھی سہولت رہتی ہے، اور بعض لوگوں کا ضرورت پڑنے پر ریل میں غسل کرنے کا واقعہ بھی سننے میں آیا ہے، اس کے علاوہ پورے ارکان کی ادائیگی کے ساتھ نماز پڑھنے کا بھی عموماً موقع میسر آجاتا ہے، اور

کھڑے ہوکر باجماعت نماز ادا کرنا بھی ممکن ہوتا ہے، اور اس پر بہت سے لوگ عمل بھی کرتے ہیں، ریل کے سفر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ بعض دل کے مریضوں کے لئے بھی ریل کا سفر عموماً مضر شمار نہیں کیا جاتا، جبکہ ریل کے مقابلہ میں دوسرے سفر کے ذرائع نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں ریل کے سفر میں ایک فائدہ یہ ہے کہ اس میں کھلا ماحول اور فضا ہوتی ہے، جس کی وجہ سے گھٹن اور کڑہن کا احساس نہیں ہوتا۔ اور اس کے ساتھ اگر سفر کے دوران بیٹھے بیٹھے تھکن محسوس ہونے لگے تو کھڑے ہوکر اور چل پھر کر اس احساس کی تلافی کی جاسکتی ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ریل کے سفر میں انسان کے لیٹ کر سونے کا انتظام بھی ہوتا ہے۔

ان گونا گوں خصوصیات وسہولیات اور فوائد کی وجہ سے آج کے ترقی یافتہ دور میں ریل کے سفر کا جہاز جیسے ذرائع بھی مقابلہ نہیں کر سکتے، وہ الگ بات ہے کہ سفر کی تیز رفتاری میں ریل جہاز کا مقابلہ نہیں کر سکتی، لیکن ظاہر ہے کہ جہاز سے سفر کے اخراجات برداشت کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔

اور ان سب خصوصیات اور سہولیات کے باوجود عام طور پر ریل کا سفر دوسرے ذرائع سے سستا شمار کیا جاتا ہے۔

لیکن اس کے باوجود آج کل بہت سے لوگ ریل کے بجائے دوسرے ذرائع سے سفر کو ترجیح دیتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ نہیں کہ بذات خود ریل کا سفر لوگوں کا پسند نہ ہو، بلکہ اس کی دیگر وجوہات ہیں، ان میں سے ایک اہم وجہ ہمارے یہاں ریلوے کے نظام کی خرابی بھی ہے، جس کی وجہ سے نہ تو مناسب وقت پر ریل گاڑی اپنی منزل تک پہنچ پاتی، اور نہ ہی ریل کے ٹکٹ اور نشست حاصل ہونے کی وہ سہولیات میسر ہوتی ہیں، جو عام طور پر دوسرے ذرائع سے میسر ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ ریل گاڑی میں دیگر سہولیات کا فقدان بھی اس کی بڑی وجہ ہے، اور قابلِ تعجب ہونے کے ساتھ ساتھ قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ ریلوے کا محکمہ جو کم خرچ بالانشین کا مصداق ہونا چاہئے عام طور پر خسارے اور نقصان کا شکار رہتا ہے، جبکہ یہ محکمہ حکومت لئے انتہائی نفع بخش ثابت ہوسکتا ہے۔

ہمارے ملک میں عام طور پر ریلوے لائن کے ٹریک انگریزی دور کے نصب شدہ ہیں، ایک تو ان کی اصلاح کا خاطر خواہ اہتمام نہیں، جس کی وجہ سے ان پر تیز رفتاری کے ساتھ ریل کا گزرنا حادثہ کا باعث ہوجاتا ہے، اور اس وجہ سے تیز رفتاری کے ساتھ ٹرینوں کا ان سے گزارنا دشوار ہوتا ہے۔ ایک تو ان کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

دوسرے جہاں جہاں سنگل ٹریک ہیں ان کو ڈبل کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ بیک وقت دونوں اطراف سے ٹرینوں کا گزرنا ممکن ہو سکے، اور ایک طرف سے ٹرین کے گزرنے کے انتظار میں دوسری طرف کی ٹرین کو مقرر کرنا اور ٹرین کی آگے روانگی کے لئے ان کی اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہ رہے، دیر تک ٹھہرانا نہ پڑے اسی کے ساتھ سنگل ٹریک کی وجہ سے لائن تبدیل کرنے، کانٹا بدلنے وغیرہ انتظام کے لئے جابجا عملے کی تعیناتی کی ضرورت نہ رہے، بلکہ اس لمبے چوڑے عملے کی خدمات دوسری جگہ کام آئیں، یا اضافی عملہ کا بوجھ نہ اٹھانا پڑے، ظاہر ہے کہ ان خدمات کے لئے جتنا عملہ مقرر ہے ان پر ماہانہ وسالانہ محکمہ کے جتنے اخراجات ہوتے ہیں سالہا سال کے یہ اخراجات ملا کر ٹریک بھی ڈبل ہو سکتا ہے۔

تیسرے جن مقامات تک ریل کی رسائی نہیں، وہاں تک ریلوے ٹریک بچھا کر ریل کی رسائی کا انتظام کرنے کی ضرورت ہے، جس سے مسافروں کو ان مقامات پر بھی ریل سے سفر کی سہولت حاصل ہوگی، جہاں تک وہ ریل سے سفر کی سہولت سے محروم ہیں، اس کے ساتھ ضروری ہے کہ ریلوے کے عملہ کو امانت و دیانت کے ساتھ کام کرنے کا پابند بنایا جائے اور اس کے لئے ایسی قانون سازی کی جائے کہ جس کی وجہ سے کارندے آرام طلبی، کام چوری اور حرام خوری سے باز رہیں۔

جیسا کہ آجکل عام طور پر ریل میں سیٹیں موجود ہوتے ہوئے، مسافروں کو ٹکٹ لیتے اور سیٹیں بک کراتے وقت سیٹیں نہ ہونے کا عذر کر دیا جاتا ہے، جس میں متعلقہ عملہ کے افراد کے اپنے کچھ ذاتی مفادات ہوتے ہیں اور بے شمار خالی نشستوں کے ساتھ ٹرین روانہ ہو جاتی ہے، جس سے ایک طرف لوگوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کہ ریل کے سفر کی سہولت موجود ہوتے ہوئے اور سفر کے خواہش مند ہوتے ہوئے بھی محض متعلقہ عملہ کی ہٹ دھرمی اور خودغرضی کی وجہ سے وہ اپنی مطلوبہ گاڑی سے متعینہ دن ووقت پر سفر نہ کر سکے، دوسرے خالی نشستوں کے باقی رہ جانے سے ریلوے کے محکمہ کو غیر معمولی خسارہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کیونکہ ایسا ہونا ایک آدھ دن کا اتفاقی واقعہ نہیں بلکہ محکمہ کی ان کالی بھیڑوں کی پست فطرتی کی وجہ سے مستقل معمول ہے۔

اس نوع کی بدعنوانیوں بلکہ بدمعاشیوں و بدقماشیوں کی روک تھام کے لئے محکمہ ریلوے کے ذمہ دار اور ارباب اختیار مؤثر اقدامات کرنے کو اپنے فرائضِ منصبی میں داخل سمجھیں گے یا نہیں۔ ع

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں! ہے کہ نہیں

اسی طرح بہت سے مسافر بغیر ٹکٹ کے سفر کرتے ہیں، ان کی نگرانی اور چھان بین کا نظام سخت ہونا چاہئے، اور بعض لوگ جو ٹکٹ چیکر وغیرہ سے کچھ لے دے کر بغیر ٹکٹ سفر کرتے ہیں، اس خرابی کا بھی ازالہ ہونا چاہئے۔

نیز ٹرینوں کے لئے پانی فراہم کرنے والے، صفائی کرنے والے، اور دوسری ٹوٹ پھوٹ کی اصلاح سے متعلق عملہ کو بھی اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طرح نبھانے اور پوری کرنے کا پابند بنانے کی ضرورت ہے، اس کے علاوہ سامان کے وزن کی جو مقدار ایک مسافر کو اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت ہے، اس سے زیادہ سامان ہونے کی صورت میں قانون کے مطابق وزن کے حساب سے محصول وصول کرنے کے قانون پر بھی عملدرآمد کی ضرورت ہے، آجکل بہت سے اسٹیشنوں پر تو وزن کرنے والی مشینوں کا ہی انتظام نہیں، اور اگر کہیں ہے تو وہ مؤثر نہیں یا اس کو اتنا مشکل بنا دیا گیا ہے کہ لوگ قانون شکنی کو اس کے مقابلہ میں ہلکی چیز سمجھتے ہیں یا پھر ریل سے سفر ہی نہیں کرتے۔ ع

بخشو بی بلی! ہم تو لنڈورے ہی بھلے

لہٰذا جہاں اس عمل کو مؤثر بنانے کی ضرورت ہے، اسی کے ساتھ اس کو سہل بنانے کی بھی ضرورت ہے۔ ریلوے کا محکمہ پرائیویٹ سامان کی نقل وحمل کے ذریعہ سے بھی خاطر خواہ آمدنی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن سامان کی نقل وحمل کے طریقہ کار کے مشکل ہونے کے علاوہ بداحتیاطی اور صحیح حفاظت کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے بھی اکثر لوگ اس طرف متوجہ نہیں اور سامان کی نقل وحمل کے لئے دوسرے ذرائع کو اختیار کرتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ایک طرف تو ریلوے کے ذریعہ سے سامان کی نقل وحمل کو آسان بنایا جائے، اور اسی کے ساتھ احتیاط، حفاظت اور سلامتی کے ساتھ سامان کو منتقل کرنے کا انتظام کیا جائے اور ریل میں سامان کی نقل وحمل کرنے والے ریلوے کے عملہ کو بے دردی و بے احتیاطی کیساتھ سامان کو ادھر ادھر پھینکنے اور ٹپکنے کے غیر مہذب طرزِ عمل سے روکا جائے۔

اور ان سب باتوں کے باوجود ٹرینوں کے اپنی منزل پر بروقت پہنچنے کا اہتمام کیا جائے۔ اور اس سلسلہ میں جو رکاوٹیں ہیں، ان کو انتہائی اہتمام کے ساتھ دور کرنے کی کوشش کی جائے، امید ہے کہ اس قسم کی اصلاحات وانتظامات کے بعد ریلوے کا محکمہ خسارے سے نکل کر ملک وقوم کے لئے منافع بخش ادارہ بنے گا، اور دوسری طرف مسافروں کو بھی ریل کے آرام دہ سفر کی سہولیات سے استفادہ کرنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع حاصل ہوں گے۔

مقالات و مضامین

مفتی محمد رضوان

اسلامی نظریاتی کونسل کے ۱۷۱، ویں اجلاس کی سفارشات

اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے ایک سو اکہترویں اجلاس کی جو سفارشات حکومت کو پیش کی ہیں، ان کا جو اجمالی خاکہ ہمارے سامنے آیا ہے، وہ درج ذیل ہے:

(۱)...... یہ قانون بنا دیا جائے کہ بیوی اگر کبھی تحریری طور پر طلاق کا مطالبہ کرے گی تو شوہر نوے دن کے اندر اسے طلاق دینے کا پابند ہوگا، وہ اگر ایسا نہیں کرے گا تو یہ مدت گزر جانے کے بعد طلاق واقع ہوجائے گی، اِلَّا یہ کہ بیوی اپنا مطالبہ واپس لے لے۔ اس کے بعد شوہر کے لیے رجوع کا حق نہیں ہوگا، اور بیوی پابند ہوگی کہ مہر اور نان نفقہ کے علاوہ اگر کوئی اموال واملاک شوہر نے اسے دے رکھے ہیں، اور اس موقع پر وہ انہیں واپس لینا چاہتا ہے تو فصل نزاع کے لیے عدالت سے رجوع کرے، یا اس کا مال اسے واپس کردے۔

(۲)......کونسل نے نکاح فارم میں کچھ تبدیلیوں کی منظوری دیتے ہوئے نکاح نامے کی طرح طلاق نامہ بھی تجویز کیا ہے، جس کے مطابق ملک میں نکاح کی طرح طلاق کی رجسٹریشن کرانے کی سفارش کی گئی ہے۔

(۳)......رؤیتِ ہلال کے مسئلہ پر غور وخوض کے بعد کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کے لیے خالص سائنسی طریقے سے مکہ مکرمہ کو مرکز بنا کر چاند کی ولادت کے لحاظ سے پوری دنیا کے لیے ایک ہجری کیلنڈر بنا دیا جائے اور تمام مذہبی تہوار اسی کے مطابق منائے جائیں۔

(۴)......کونسل نے ملک میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی اور انتہا پسندانہ رجحانات کے پیشِ نظر ایک خصوصی رپورٹ شائع کرنے کا فیصلہ کیا، جس کی روشنی میں حکومت کو دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے سفارشات پیش کی جائیں گی۔ اس سلسلے میں کونسل نے اس بات پر بھی توجہ دی ہے کہ دہشت گردی کی صورت میں ایک عام آدمی کو کیا کرنا چاہیے۔

(۵)......کونسل نے محرم کے بغیر خواتین کے سفرِ حج کے بارے میں کہا ہے کہ دستورِ پاکستان اور دیگر ملکی قوانین کے تحت خواتین آزادی سے اندرون ملک اور بیرون ملک سفر کرسکتی ہیں،

اس پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ سعودی عرب کے قوانین کونسل کے دائرۂ کار میں نہیں آتے۔

(۶)......کونسل نے نفاذِ شریعت کے حوالے سے کچھ راہنما اصول منظور کیے ہیں، جنہیں نفاذِ شریعت پر کونسل میں ہونے والی آئندہ ورکشاپوں میں علمائے کرام کے سامنے رکھا جائے گا۔

(۷)......اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے ۱۷۱ویں اجلاس میں نادار اقرباء کی کفالت کے لیے قانون سازی کی سفارش کی اور اس کے لیے ایک ڈرافٹ منظور کیا۔

کیونکہ یہ سفارشات اسلامی نظریاتی کونسل کی پیش کردہ ہیں، اس لیے ان کا اسلامی نظریات سے ہم آہنگ ہونا ضروری ہے۔

ان سفارشات کا تفصیلی جائزہ لینے کے لیے تو ضروری ہے کہ کونسل کی طرف سے اس سلسلہ میں پیش کردہ تفصیلی دلائل سامنے آئیں، لیکن اجمالی خاکہ ملاحظہ کرنے کے بعد ہم جس نتیجے پر پہنچے ہیں، اس کا خلاصہ درجِ ذیل ہے:

سفارش نمبر ایک میں عورت کی طرف سے طلاق کا مطالبہ کرنے پر علی الاطلاق شوہر کو نوے دن کے اندر طلاق دینے کا پابند کرنا اور مدتِ مذکورہ گزرنے کے بعد خود بخود طلاق کو مؤثر قرار دینا اسلامی نقطۂ نظر سے درست نہیں۔

یہ بات ہر مسلمان پر واضح ہے کہ شرعاً طلاق دینے کا اختیار مَرد کو حاصل ہے، عورت کو یہ اختیار حاصل نہیں، لہٰذا عورت کے طلاق کے مطالبہ کو قانونی تحفظ فراہم کرنا اور شوہر کی رضامندی اور اس کے طلاق دیئے بغیر ۹۰ دن کی مدت گزر جانے پر طلاق کو مؤثر قرار دینا درست نہیں۔

اگر میاں بیوی میں اختلاف ونزاع ہو جائے اور بات عدالت تک پہنچ جائے تو شریعت نے قاضی وجج کو تنازعہ کی تحقیق وتفتیش کا حکم دیا ہے، اور اس کے لیے تفصیلی طریقۂ کار تجویز کیا ہے۔

اس تفصیل کو نظر انداز کر کے مذکورہ سفارش شریعت سے متصادم نظر آتی ہے۔

سفارش نمبر۲ میں نکاح فارم میں جو کچھ تبدیلیوں کی منظوری دی گئی ہے، اس کا شرعی تناظر میں صحیح جائزہ اس وقت لیا جا سکتا ہے جبکہ وہ تبدیلیاں سامنے آئیں کہ کیا کچھ ہیں؟

جہاں تک نکاح نامہ کی طرح طلاق نامہ اور اس کی رجسٹریشن کا معاملہ ہے، تو طلاق نامہ اگر شرعی اصولوں کو پیشِ نظر رکھ کر تیار کیا جائے اور ملک میں اس کی رجسٹریشن کا قانونی طور پر انتظام کیا جائے تو بظاہر اس میں کوئی حرج محسوس نہیں ہوتا، بلکہ بعض وجوہات سے مفید بھی معلوم ہوتا ہے؛ البتہ اگر طلاقنامہ میں کوئی شق

خلافِ شریعت ہوتو اس کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن قابلِ غور بات یہ ہے کہ شرعاً طلاق واقع ہونے کے لیے تحریر ضروری نہیں، اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو زبانی طلاق دیدیتا ہے تو بھی شرعاً طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور اگر بالفرض کوئی شخص اپنی بیوی کو زبانی طلاق دے کر مُکر جاتا اور منکِر ہوجاتا ہے تو اس کا کیا حل ہونا چاہیے؟ کونسل کو اس قسم کے اُمور پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔

رؤیتِ ہلال کے مسئلہ پر کونسل نے جو خالص سائنسی طریقے سے مکہ مکرمہ کو مرکز بنا کر پوری دنیا کے لیے اسلامی کیلنڈر تیار کرنے اور اسی کے مطابق تمام مذہبی تہوار منانے کی تجویز دی ہے، اس سے اتفاق کیا جانا مشکل ہے، کیونکہ رؤیتِ ہلال میں چاند کی رؤیت ضروری ہے، جیسا کہ ''رؤیتِ ہلال'' کے نام سے واضح ہے، اس کی بنیاد خالص سائنسی طریقہ کے مطابق چاند کی ولادت پر رکھنا شرعاً درست نہیں، سعودی عرب کی ''ھیئۃ کبار العلماء'' کونسل اور ''جدہ فقہ اکیڈمی'' وغیرہ کی طرف سے اس پر باقاعدہ قرار دادیں منظور ہوچکی ہیں، اور اس موضوع پر سلف وخلف علماء کی تفصیلی تحریرات موجود ہیں۔[1]

ملک میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی وانتہا پسندی کے کے خاتمہ کے لیے واقعی مؤثر اقدامات کی ضرورت ہے، اور ملک کے مشہور ومعروف اہلِ علم حضرات اس سلسلہ میں حکومت کو پہلے ہی تجاویز پیش کر چکے ہیں۔ چنانچہ ''تمام مکاتبِ فکر کے علمائے کرام کی ارکانِ پارلیمنٹ سے دردمندانہ اپیل'' کے نام سے ایک مضمون مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہو چکا ہے۔

جس میں مندرجہ ذیل تجاویز دی گئی ہیں:

(۱)...... بمباری، میزائلوں کی بارش اور اندھا دھند فوجی کاروائیاں فوری طور پر بند کی جائیں

(۲)...... ملک بھر کے مختلف علاقوں سے ریاستی مشینری کے ہاتھوں اغو کئے گئے اور ٹارچر سیلوں میں بند، نیز امریکہ کے حوالے کئے گئے مظلوم مَردوں، عورتوں اور بچوں کی باعزت رہائی کو یقینی بنایا جائے۔

(۳)...... ہر علاقے کے مقامی علماء، دین دار حضرات اور محبِ وطن عمائدین کو ساتھ ملا کر جرائم پیشہ اور ملک دشمن عناصر اور غیر ملکی ایجنٹوں کو پکڑا جائے، اور ان کو سرِ عام عبرت ناک سزائیں دی جائیں۔

---

[1] جن کا خلاصہ ہم نے اپنے رسالہ ''پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کا شرعی حکم'' میں تحریر کر دیا ہے۔

(۴)......محبِ وطن اور پرامن باشندگانِ ملک اور ہتھیار اٹھانے والے نوجوانوں کے جو جائز مطالبات ہیں انہیں فوری طور پر خلوصِ دل سے اس طرح پورا کیا جائے کہ لوگوں کو یہ اطمینان ہو کہ حکومت یہ کام محض وقت گزار کے لئے نہیں کررہی، بلکہ پوری سنجیدگی سے یہاں انصاف مہیا کر کے امن وامان قائم کرنے میں مخلص ہے۔

(۵)......اندرون ملک ہر طرح کی خلافِ اسلام پالیسیوں اور اقدامات کا سلسلہ بند کیا جائے

(۶)......غیر ملکی طاقتوں کی اطاعت وفرمانبرداری کا رویہ ختم کر کے محبِ وطن عوام کو ساتھ ملایا جائے، اور ان کے تمام جائز مطالبات کو امکانی حد تک پورا کیا جائے۔

(۷)......اپنی موجودہ خارجہ پالیسی اور خصوصاً امریکہ کے ساتھ کئے جانے والے ''تعاون برخلاف دہشت گردی'' کے پُر فریب اور شرمناک معاہدے سے جان چھڑانے کا محتاط راستہ جلد از جلد نکالا جائے، جو درحقیقت اپنی ہی سلامتی کا راستہ ہے، جب تک افغانستان میں امریکی ونیٹو افواج موجود ہیں اور پاکستان ان کے ساتھ معاہدے میں شریک ہے، پاکستان میں امن وامان کی امید کرنا خود فریبی کے مترادف ہوگا۔

(۸)......عدلیہ کو آزاد اور بحال کیا جائے، کیونکہ فوری انصاف کی فراہمی اور آزاد عدلیہ کے بغیر امن وامان کا قیام ممکن نہیں۔

لیکن اصل مسئلہ ان تجاویز پر عمل کرنے کا ہے، اگر ان تجاویز سے قطع نظر کر کے ملک وملت کے دشمنوں کی تجاویز کو من وعن قبول کیا جاتا رہے، اور اوپر سے ان کو دہشت گردی وانتہاء پسندی کے خاتمہ کا ذریعہ بھی سمجھا جائے، جبکہ دشمنانِ اسلام کی اس قسم کی سازشوں سے ہی ملک میں دہشت گردی وانتہا پسندی کو وجود ملا ہے، تو پھر اس کا کیا علاج ہوسکتا ہے؟

کونسل کا خواتین کو محرم کے بغیر سفرِ حج کرنے کی اجازت دینا درست نہیں، اور اس سلسلہ میں دستورِ پاکستان اور ملکی قوانین کا حوالہ دینا بھی درست نہیں ہے (جس کی تفصیل اس مختصر مضمون میں کرنا مشکل ہے)

جہاں تک نفاذِ شریعت کے حوالہ سے کونسل کے منظور شُدہ رہنما اُصول اور اسی طرح کونسل کی طرف سے نادار اقرباء کی کفالت کے لیے قانون سازی پر سفارش اور منظور شدہ ڈرافٹ کا تعلق ہے، تو ان کی تفاصیل سامنے آنے پر ہی کچھ عرض کیا جاسکتا ہے۔

بسلسلہ :تاریخی معلومات ⌛ مولوی طارق محمود

ماہِ ذیقعدہ:چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۰۱ھ:میں حضرت امام محدث ابوعبداللہ،محمد بن عبدالرحمٰن الہروی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی،سوسال کے قریب عمرپائی (سیراعلام النبلاء ج۱۴ص۱۱۵)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۰۶ھ:میں حضرت علامہ ابو الاسود، موسی بن عبدالرحمٰن بن حبیب الافریقی القطان المالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا،آپ افریقہ میں فقہ مالکی کے شیخ سمجھے جاتے تھے،اورطرابلسِ غربی کے قاضی تھے،آپ کوعلمِ فقہ میں بڑی مہارت حاصل تھی (سیراعلام النبلاء ج۱۴ص۲۲۶)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۰۶ھ:میں حضرت موسیٰ ابوالاسود بن عبدالرحمٰن بن حبیب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا،آپ لقطان کے لقب سے مشہور تھے،اور بنوامیہ کے آزادکردہ غلام تھے،آپ کی ولادت ۲۳۲ھ میں ہوئی (الدیباج المذہب فی معرفۃ أعیان علماء المذہب لابن فرحون ج۱ص۱۷۱)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۰۸ھ:میں حضرت بوالعباس،احمد بن محمد بن سہل بن عطاءالادمی البغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی،آپ ابنِ عطاء کے نام سے مشہور تھے (سیراعلام النبلاء ج۱۴ص۲۵۵)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۰۹ھ:میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ولید بن محمد بن عبداللہ بن عبید رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخ علماء اندلس ج۱ص۱۵۰)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۰۹ھ:میں حضرت ابوعبداللہ حسین بن منصور بن محمی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی،آپ منصور حلاج کے نام سے مشہور تھے (سیراعلام النبلاء ج۱۴ص۳۳۵،طبقات الصوفیۃ ج۱ص۹۱)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۱۰ھ:میں حضرت امام حافظ البارع ابوبشر محمد بن احمد بن حماد بن سعید ابن مسلم الانصاری الدولابی الرازی الوراق رحمہ اللہ کا انتقال ہوا،آپ کی ولادت ۲۲۴ھ میں ہوئی،مکہ اور مدینہ کے درمیان''عرج''مقام میں آپ کی وفات ہوئی۔

(سیراعلام النبلاء ج۱۴ ص ۳۱۰، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۶۳، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۷۶۰)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۱۱ھ:میں شیخ الاسلام حضرت ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمۃ بن المغیرۃ بن صالح بن بکر السلمی النیسابوری الشافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا،آپ بہت بڑے فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک

بڑے محدث بھی تھے، اورکئی کتابوں کے مصنف تھے، آپ کی ولادت ۲۲۳ھ میں ہوئی، آپ کے علم کے وسیع ہونے کی مثال دی جاتی تھی، امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میرے نزدیک امام ابنِ خزیمہ کے فضائل ایک بڑی کتاب میں سما سکتے ہیں، اوران کی تصنیفات ۱۴۰ سے زیادہ ہیں، اوراس میں مسائل کی کتابیں شامل نہیں، اور مسائل کی تصنیفات ان کی سو اجزاء سے زیادہ ہیں۔ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن المضارب فرماتے ہیں کہ

: میں نے ابنِ خزیمہ کوخواب میں دیکھا توان سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کواہلِ اسلام کی طرف سے اچھی جزاء عطافرمائیں، تو ابنِ خزیمہ نے جواب میں فرمایا کہ یہی دعا مجھے آسمانوں میں جبریل نے بھی دی، آپ کی عمر ۸۹ سال تھی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۳۸۲، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۶۱)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۳۱۱ھ:** میں حضرت ابوایوب سلیمان بن حامد الزاہد رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کاتعلق قرطبہ سے تھا، آپ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے، اورآپ کی دعائیں قبول ہوتی تھیں، کہا جاتا تھا کہ آپ ابدال بھی تھے (تاریخ علماء اندلس ج ۱ ص ۷۰)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۳۱۳ھ:** میں حضرت ابوبکر یوسف بن یعقوب بن حسین الواسطی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کی ولادت ۲۱۸ھ میں ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۵ ص ۲۲۰)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۳۱۷ھ:** میں حضرت امام محدث ابوعمرو احمد بن محمد بن احمد بن منصور بن مسلم بن یزید النیسابوری الحیری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کا شمار جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے، ۸۰ سال سے زیادہ عمر پائی، مشہور قاضی ابوبکر احمد بن الحسن الحیری (جو کہ بیہقی رحمہ اللہ کے شیخ ہیں) آپ کے پوتے ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۴۹۳، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۶۶، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۷۹۹)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۳۱۸ھ:** میں حضرت ابومحمد یحییٰ بن محمد بن صاعد بن کاتب الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ عراق کے محدث کے لقب سے مشہور تھے، ابنِ صاعد کے نام سے مشہور تھے، آپ فرماتے ہیں کہ میری ولادت ۲۲۸ھ میں ہوئی اورابنِ ماسرجس رحمہ اللہ سے میں نے حدیث کا علم ۲۳۹ھ میں حاصل کرنا شروع کیا۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۵۰۵، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۶۴، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۷۷۷)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۳۲۱ھ:** میں حضرت ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ بن سلمۃ الازدی الحجری المصری الطحاوی الحنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ''طحا'' مصر کا ایک گاؤں ہے، آپ فقہ حنفی کے بہت بڑے امام اورکئی

کتابوں کے مصنف ہیں، آپ پہلے شافعی مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور شافعی مسلک کی مشہور شخصیت امام مزنی رحمہ اللہ (جو کہ آپ کے حقیقی ماموں بھی تھے) کے شاگرد تھے، ان کے بعد آپ نے ابن ابی عمران (آپ قاضی بکار کے بعد مصر کے قاضی تھے) کی شاگردی اختیار کرلی، فقہ حنفی میں حدیث کی مشہور کتاب ''شرح معانی الآثار'' آپ ہی کی تصنیف کردہ ہے، جو بہت سی خصوصیات کی حامل ہے (تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۸۱۰)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۲۱ھ: میں حضرت ابوالحسن محمد بن نوح الجند یسابوری فارسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ بغداد میں رہتے تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۸۲۷و طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۶۲)(وفی سیراعلام النبلاء ج۱۵ ص ۳۵ سنة وفاته ۳۳۱ھ)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۲۳ھ: میں حضرت ابو بشر احمد بن محمد بن عمرو بن مصعب بن بشر ابن فضالۃ المروزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۸۰۴)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۲۸ھ: میں حضرت ابوالدحداح احمد بن محمد بن اسماعیل بن یحییٰ بن یزید تمیمی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیراعلام النبلاء ج۱۵ص۲۶۹)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۳۰ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن عمر لبابۃ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ قرطبہ کے رہنے والے تھے (تاریخ علماء اندلس ج۱ص۱۵۷)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۳۲ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن زیاد بن عبداللہ بن عجلان رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ عقدۃ کے نام سے مشہور تھے۔

(سیراعلام النبلاء ج۱۵ ص ۳۵۵، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۶۹، تذکرۃ الحفاظ ج۳ص ۸۴۲)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۳۳ھ: میں حضرت علامۃ مفتی ابوالعرب محمد بن احمد بن تمیم بن تمام مغربی افریقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کے دادا افریقہ کے امراء میں شمار ہوتے تھے، قاضی عیاض کے بقول آپ اپنے مذہب کے حافظ اور مفتی تھے، اور علمِ حدیث وعلمِ اسماء الرجال کا آپ پر غلبہ تھا، آپ کی مندرجہ ذیل تصنیفات مشہور ہیں ''طبقات اہل افریقۃ، کتاب المحن، کتاب فضائل مالک، کتاب مناقب سحنون، کتاب التاریخ (جو کہ ۱۱ جلدوں پر مشتمل ہے) آپ کے بیٹے نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

(سیراعلام النبلاء ج۱۵ ص ۳۹۵، تذکرۃ الحفاظ ج۳ص ۸۹۰)

□......ماہِ ذیقعدہ ۳۳۴ھ: میں حضرت شیخ ابواسحاق احمد بن محمد بن یاسین الہروی الحداد رحمہ اللہ کا

انتقال ہوا، آپ تاریخ کی مشہور کتاب ’’تاریخ ہرات‘‘ کے مصنف ہیں اور ابنِ یاسین کے نام سے مشہور تھے (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ص۳۴۰، تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۸۷۷)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۳۸ھ**: میں حضرت امام محدث ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بن حسن بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ مشہور واعظ تھے اور مصری کے نام سے معروف تھے (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ص۳۸۲)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۳۸ھ**: میں حضرت امام ابوعلی حسن بن حبیب بن عبدالملک الدمشقی الحصائری شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ شام کے شہر دمشق کے مفتی تھے، اور آپ کی ولادت ۲۴۲ھ میں ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۳۸۴)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۳۹ھ**: میں حضرت شیخ امام محدث ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن احمد اصبہانی الصفار الزاہد رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ اپنے زمانے کے محدث تھے، اور آپ کی دعائیں قبول ہوتی تھی، جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ آپ نے ۴۰ سال کم وبیش آسمان کی طرف سر نہیں اٹھایا (یعنی ہمیشہ نظر نیچی رکھتے تھے) ۹۸ سال کی عمر میں انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ص۴۳۸)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۴۰ھ**: میں حضرت ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن درہم بن الاعرابی البصری الصوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کے مکہ مکرمہ میں رہتے تھے اور شیخ الحرم کے لقب سے معروف تھے، ابن الاعرابی فرماتے ہیں کہ: پوری معرفت اپنے جہل کا اعتراف کرنا ہے، اور تصوف کا حاصل فضولیات ولایعنی امور کا ترک کرنا ہے، اور پورا زہد یہ ہے کہ جن چیزوں کے بغیر چارہ کار نہیں ان پر اکتفاء کرے (باقی چھوڑ دے) اور پورا پورا معاملہ یہ ہے کہ الاہم فالاہم کے تحت چیزوں کو عمل میں لائے، اور رضا اعتراض وناگواری کو ترک کرنے کا نام ہے، اور عافیت یہ ہے کہ بغیر کسی تکلف کے تکلف ساقط ہوجائے، آپ جنید بغدادی اور ابواحمد القلانسی رحمہما اللہ کی صحبت میں بھی رہے۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۴۱۰، تذکرۃ الحفاظ ج۳ص ۸۵۳)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۴۳ھ**: میں حضرت امام ابوالحسن خیثمۃ بن سلیمان ابن حیدرۃ بن سلیمان القرشی الشامی الاطرابلسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ شام کے محدث شمار کئے جاتے تھے، اور مشہور کتاب ’’فضائل الصحابۃ‘‘ کے مصنف تھے، ولادت ۲۵۰ھ میں ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۴۱۵، طبقات الحفاظ ج ا ص ۷۰، تذکرۃ الحفاظ ج۳ص ۸۵۹)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۳۴۵ھ**: میں حضرت امام ابوعمر محمد بن عبدالواحد بن ابو ہاشم بغدادی الزاہد، رحمہ

اللہ کا انتقال ہوا، آپ غلام ثعلب کے نام سے معروف تھے، آپ کی ولادت ۲۶۱ھ میں ہوئی۔
(سیر اعلام النبلاء ج۱۵ ص ۵۱۳، طبقات الحفاظ ج ا ص ۱۷)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۳۴۸ھ**: میں حضرت امام ابوالحسن علی بن محمد بن الزبیر القرشی الکوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابن الزبیر کے نام سے معروف تھے (سیر اعلام النبلاء ج۱۵ص ۵۶۷)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۳۳۲ھ**: میں حضرت ابوعمر احمد بن محمد بن احمد بن سید ابیہ بن نوفل الاموی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، آپ کی وفات ۳۹۸ھ کے بعد ہوئی (الصلۃ لابن بشکوال ج اص ۳)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۳۴۸ھ**: میں حضرت ابومحمد عبد اللہ بن احمد بن القاسم بن یوسف بن موسیٰ الانصاری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابن بہلول کے لقب سے مشہور تھے، اصلاً آپ اندلس کے باشندے تھے، مصر میں آپ کی وفات ہوئی (ترتیب المدارک وتقریب المسالک لقاضی عیاض ج اص ۳۵۷)

Idara Ghufran

بسلسلہ: فقہی مسائل (نماز کی شرائط کا بیان: قسط۲)

مفتی محمد امجد حسین

سترِ عورت یعنی پردہ والے اعضاء ڈھانپنے کے احکام

نماز کی تین شرطیں بیان ہوچکی ہیں یعنی نمازی کے بدن، لباس اور نماز کی جگہ کا پاک ہونا، چوتھی شرط نمازی کے ستر یعنی پردے والے اعضاء کا چھپا ہوا ہونا ہے۔ پردے والے اعضاء کو فقہی اصطلاح میں ''عورت'' کہا جاتا ہے اور ڈھانپنے، چھپانے کو ستر کہتے ہیں اس لئے نماز کی اس شرط کو فقہی زبان میں ''سترِ عورت'' کہا جاتا ہے لیکن ہماری اردو بول چال میں ستر کا لفظ خود ان پردہ والے اعضاء کے لئے مشہور ہوگیا۔

سترِ عورت فرض ہے اور اس کی فرضیت عام ہے، نماز کے ساتھ خاص نہیں نماز کے علاوہ بھی ہر حال میں فرض ہے، البتہ مواقع ضرورت و مجبوری میں بقدرِ ضرورت و مجبوری ستر والا حصہ کھولا جا سکتا ہے جیسے پیشاب، پاخانہ، علاج معالجہ، جائز ہمبستری وغیرہ کے مواقع پر بقدر ضرورت کھولنا جائز ہے۔

پردے والے اعضاء کی تفصیل

مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک جسم کا تمام حصہ ستر میں شامل و داخل ہے،

آزاد عورت (جو شرعی باندی نہ ہو) کا ستر چہرے، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے سوا تمام بدن ہے [۱]

عورت کی آواز راجح قول کے مطابق ستر میں شامل نہیں لیکن فتنہ کے اندیشے کی وجہ سے عورت کو آواز بلند

---

[۱] واضح رہے عورت کے لئے ہاتھ، پاؤں اور چہرے کا استثناء ستر میں داخل ہونے سے ہے، جس کا تعلق نماز سے ہے اور نماز کے علاوہ گھر میں محارم کے سامنے ان اعضاء کے کھلا رکھنے کے جواز سے ہے، باقی عورت کے لئے ایک دوسرا مسئلہ حجاب کا ہے جو الگ مستقل حکم ہے، اور اس کے مرحلہ وار مختلف درجات ہیں۔ پہلا مرحلہ اور درجہ یہ ہے کہ عورت چار دیواری میں رہے بلا ضرورت باہر نکلنے سے پرہیز کرے، دوسرا درجہ ضرورت و مجبوری کے تحت باہر نکلنے کا ہے اس صورت میں اچھی طرح حجاب کر کے باہر نکلے اور اپنے پورے جسم کو بڑی چادر، نقاب وغیرہ میں ڈھانپے۔ جیسا کہ سورہ احزاب میں حکم ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ. ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ. وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹)

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی بیبیوں اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ (سر سے) نیچے کرلیا کریں اپنے (چہرے) کے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں (جلباب ایک خاص قسم کی بڑی چادر کو کہتے تھے جو دوپٹہ کے اوپر اوڑھی جاتی تھی)

مسئلہ حجاب کی پوری تفصیل کے لئے تفسیر معارف القرآن ج ۷ میں سورہ احزاب کی ان آیات کی تفسیر ملاحظہ ہو۔

کرنا حرام ہے (جبکہ بعض کے نزدیک عورت کی آواز ستر میں شامل ہے) باریک کپڑا جس سے بدن نظر آتا ہو ستر ڈھانپنے کے لئے کافی نہیں اور اسے پہن کر نماز جائز نہیں جبکہ اُن اعضاء پر پہنا ہو جو ستر میں شامل ہیں، اسی طرح باریک چادر یا دوپٹہ ہو جس میں سے عورتوں کے بالوں کی سیاہی چمکے تو نماز نہ ہوگی۔

نماز میں ستر یا اس کا کچھ حصہ برہنہ ہوجائے؟

نماز میں تھوڑا سا ستر کھل جانا معاف ہے (بوجہ تنگی اور حرج کے) اور زیادہ کھُل جانا معاف نہیں، زیادہ سے مراد چوتھائی حصہ عضو یا اس سے زیادہ مقدار ہے اور چوتھائی سے کم مقدار معافی میں شمار ہے اور چوتھائی یا زیادہ ستر کا نماز میں کھُلنا اس وقت نماز کو توڑتا ہے جبکہ کم سے کم مقدار رکن یعنی تین تسبیحات (سبحان ربی العظیم یا سبحان ربی الاعلیٰ) کہہ سکنے کی دیر تک کھُلا رہے، لہٰذا جن اعضاء کا ڈھانپنا فرض ہے ان میں سے کوئی عضو نماز کے اندر چوتھائی حصہ تک کھُل گیا اور نمازی نے فوراً (تین تسبیحات سے کم وقفے میں) ڈھانپ لیا تو نماز فاسد نہ ہوگی یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ قصد وارادہ کے بغیر کھلا ہو اگر نمازی نے اپنے ارادہ یا عمل سے ستر کا اتنا حصہ (کم ازکم) کھولا ہو تو پھر اگرچہ فوراً بھی ڈھانپ لیا ہو تب بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر نماز شروع کرتے وقت یعنی تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے سے ہی ستر کا کوئی حصہ مقدار معافی سے زیادہ مقدار میں کھلا ہوا ہو تو نماز شروع ہی نہیں ہوگی اور چوتھائی سے کم حصہ کسی عضو کا کھلا ہو تو تین تسبیحات سے زیادہ دیر بھی کھلا رہا تب بھی نماز ادا ہوجائے گی، فاسد نہ ہوگی، (مقدار معافی یعنی چوتھائی سے مراد ہر عضو کی اپنی اپنی چوتھائی ہے پورے ستر کی نہیں) اگر ایک عضو یا سارے ستر میں متفرق جگہوں سے تھوڑا تھوڑا حصہ کھلا ہوا ہے تو ان کو جمع کریں گے اور دیکھیں گے کہ مجموعہ چوتھائی کے بقدر بنتا ہے یا کم؟ اور پھر معافی یا عدم معافی کا حکم لگے گا۔ اور ایک سے زیادہ اعضاء متفرق جگہوں سے کھلے ہوں تو چوتھائی حصہ کا اندازہ لگانے کے لئے سب سے چھوٹے عضو کو منتخب کریں گے اگر اعضاء ستر میں سے سب سے چھوٹے عضو کی چوتھائی کی مقدار تک یہ برہنگی پہنچ جائے تو نماز جائز نہ ہوگی۔

کپڑا میسر ہی نہ ہو تو نماز کا حکم

جس کو پاک یا پلید کپڑا نہ ملے وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدہ اشارہ سے کرے یہی افضل ہے، اور بیٹھنے کی ہیئت کے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ برہنہ مرد ہو یا عورت التحیات کی ہیئت میں بیٹھ کر نماز پڑھیں کیونکہ یہ صورت زیادہ پردے والی ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ اپنے دونوں پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا کر

بیٹھے اور دونوں ہاتھ زانوؤں کے بیچ میں رکھے یعنی دونوں ہاتھ سترِ غلیظ پر رکھے اگر بہت سے لوگ برہنہ ہوں تو دور دور علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں۔

جسم ڈھانپنے کے لئے ناپاک، نجس چیز میسر ہو؟

اگر برہنہ شخص کو ستر ڈھانپنے کے لئے ایسی چیز میسر آئے جو اصل سے ناپاک ہے جیسے مردار کی کھال جو دباغت شدہ نہ ہو تو یہ شخص نماز تو برہنہ پڑھے اس اصلی ناپاک چیز سے ستر نہ ڈھانپے، البتہ نماز کے علاوہ اس کھال سے ستر چھپائے رکھے۔ اور اگر وہ چیز اصلی ناپاک نہیں بلکہ اس پر خارجی اور اوپری نجاست لگی ہے جیسے کپڑے پر پیشاب، خون وغیرہ لگ گیا تو اگر وہ کل ناپاک ہے یا اس میں سے چوتھائی سے کم پاک ہے تو اس کو اختیار ہے کہ یہ کپڑا پہن کر کھڑے ہو کر رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پڑھے یا ننگا نماز پڑھے اسی طرح جس طرح پیچھے بیان ہوا۔ اور اگر کم از کم چوتھائی حصہ پاک ہے تو اسی میں نماز پڑھنا ضروری اور واجب ہے اس لئے کہ اس صورت میں چوتھائی حصہ کُل کے حکم میں ہے (جیسے چوتھائی عضو کا ستر میں سے کھُلنا کُل کے حکم میں ہو کر نماز کو فاسد کرتا ہے) اگر برہنہ شخص کو تھوڑا سا کپڑا وغیرہ ملے جس سے ستر کا کچھ حصہ ہی ڈھانپ سکتا ہے تو اس کا استعمال واجب ہے۔

نمازی کا لباس

مرد کے لئے ازار (پائجامہ، تہبند وغیرہ) قمیص اور عمامہ میں نماز پڑھنا مستحب و افضل ہے۔ عورت کے لئے ازار، قمیص، دوپٹہ (اوڑھنی) میں نماز پڑھنا مستحب ہے، باقی اس سے کم یا ایک کپڑے میں بھی نماز پڑھیں جبکہ ستر سارا ڈھک جائے تو نماز ہو جائے گی۔

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت

مفتی محمد رضوان

سفارش کے آداب

(۱)......کسی ضرورت مند کی جائز اور اچھی سفارش کرنا اسلام کی رو سے باعثِ اَجروثواب ہے۔

(۲)......سفارش کرنے والے کو جائز سفارش عبادت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنی چاہیے، نہ کہ کسی پر احسان چڑھانے اور اُسے نیچا دِکھانے کی غرض سے؛ کیونکہ نیت میں بگاڑ کی وجہ سے اَجروثواب ضائع ہوجاتا ہے۔

(۳)......سفارش کے سلسلے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ جائز اور بَرحق کام کے لیے ہو؛ کسی ناجائز وناحق کام کے لیے سفارش کرنا جائز نہیں؛ مثلاً جو شخص کسی منصب اور عہدے کا اَہل نہیں، اُس کے لیے اُس منصب یا عہدے کی سفارش کرنا درست نہیں۔

کیونکہ سفارش میں ایک پہلو دوسرے کی شہادت وگواہی دینے کا بھی ہے۔

اگر کوئی ناحق سفارش کی گئی اور اس کی وجہ سے دوسرا شخص کسی غلط اور ناجائز عہدے پر فائز ہوگیا تو سفارش کرنے والا بھی گناہ گار ہوگا۔

اسی طرح کسی گناہ کے کام کی سفارش کی گئی اور وہ گناہ کا کام اس سفارش کی وجہ سے عمل میں آ گیا، تو سفارش کرنے والا بھی گناہ گار ہوگا۔

(۴)......اللہ تعالیٰ نے جرائم کی جو حدود مقرر فرمائی ہیں، مثلاً چوری اور زنا وغیرہ کی حد، ان کو رُکوانے کے لیے سفارش کرنا حرام ہے۔

(۵)......سفارش دوسرے پر دباؤ ڈالنے، زبردستی کرنے یا اُس سے اپنی بات ہر حال میں منوانے کا نام نہیں، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے؛ بلکہ سفارش دراصل دوسرے کو کسی کام کا مشورہ دینا اور اس کی کسی کام کی طرف توجہ دِلانے کا نام ہے، اس لیے اس کو اسی درجے میں رکھ کر بروئے کار لانا چاہیے۔

(۶)......جس کے سامنے سفارش کی گئی ہے، اگر وہ سفارش کو قبول نہ کرے تو اُس سے ناراض ہونے کے کوئی معنٰی نہیں، کیونکہ سفارش کی حیثیت مشورے کی ہے اور مشورہ دینے والے کے مشورے پر دوسرے کو عمل کرنا ضروری نہیں۔

﴿بقیہ صفحہ ۵۵ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ اصلاحی مجلس: حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب

رمضان المبارک کا مقصد اور اس کی رحمتوں سے محروم لوگ

(تیسری وآخری قسط)

مؤرخہ ۲۰/ شعبان ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۷/ اکتوبر ۲۰۰۲ء بروز اتوار حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم ادارہ غفران، راولپنڈی میں تشریف لائے اور اپنے ملفوظات وارشادات سے حاضرین کو مستفید فرمایا، جس کو مولانا محمد ناصر صاحب نے کیسٹ سے نقل کیا، اب حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی نظرِ ثانی کے بعد انہیں شائع کیا جارہا ہے (ادارہ......)

چھ بڑے گناہ

حضرت والا حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کم سے کم چھ کبیرہ گناہ ایسے ہیں کہ اگر اُن کو ہم ترک کردیں (یعنی چھوڑ دیں) تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے باقی معصیتیں بھی ترک ہوجائیں گی۔

نمبر ایک غیبت، یعنی دوسروں کا بُرائی سے ذکر کرنا، اور اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ بغیر سخت ضرورت کے نہ کسی کا تذکرہ کرے، نہ سُنے، نہ اچھا نہ بُرا، اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے، ذکر کرے تو اپنا ہی کرے، اپنا دھندا کیا تھوڑا ہے جو اس کو دوسروں کے ذکر کرنے کی فرصت ملتی ہے۔ اور حضرت والا رحمۃ اللہ نے آفاتِ لسان بیس شمار کرائی ہیں، جن میں ایک غیبت بھی ہے، اسی طرح جھوٹ، چغل خوری، بہتان اور بہت سے دوسرے گناہ ہیں۔ لیکن حضرت والا نے زبان کے گناہوں میں غیبت سب سے زیادہ عام قرار دی ہے۔

نمبر دو ظلم، خواہ مالی ہو یا جانی، یا زبانی، مثلاً کسی کا تھوڑا ہو یا زیادہ حق مار لیا، یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی، یا کسی کی بے آبروئی کی۔ **نمبر تین** کبر، یعنی اپنے کو بڑا سمجھنا، اور دوسروں کو ذلیل سمجھنا، حضرت والا نے فرمایا ہے کہ ظلم، غصہ، کینہ، حسد اور غیبت وغیرہ جیسے کئی گناہ اسی کبر کے مرض سے پیدا ہوتے ہیں، اور یہ سب گناہ تب ہی ہوتے ہیں جب انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ اور تکبر کفر کا سبب بھی ہے، چنانچہ ابلیس کے ملعون ومردود ہونے کا ایک قریبی سبب کفر ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

اِسۡتَكۡبَرَ وَ كَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ (سورہ ص، آیت نمبر ۷۴)
ابلیس نے تکبر کرنے کیااور کافروں میں سے ہوگیا۔
فَلَبِئۡسَ مَثۡوَى الۡمُتَكَبِّرِيۡنَ (سورہ نحل آیت نمبر ۲۹)
پس تکبر کرنے والوں کیلئے دوزخ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

تو بہرحال تکبر کرنے سے اس کا نتیجہ کفر بھی نکلتا ہے۔ **نمبر چار** غصہ، اور کبھی یا دنہیں ہے کہ غصہ کرکے پچھتایا نہ ہو۔ **نمبر پانچ** نامحرم مرد یا عورت سے کسی قسم کا تعلق رکھنا، خواہ اُس کو دیکھنا، اُس سے دل خوش کرنے کے لیے ہم کلام ہونا یا تنہائی میں اُس کے پاس بیٹھنا، یا اس کی پسند کے مطابق اُس کو خوش کرنے کے لیے اپنی وضع قطع یا کلام کو آہستہ ونرم کرنا، میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں، احاطۂ تحریر سے خارج ہیں، اور مخلوط تعلیم اور مخلوط ملازمت نے ہمارے معاشرے کو تباہ کردیا ہے۔ **نمبر چھ** حرام یا مشتبہ غذاء کھانا، اسی سے نفس کے اندر ساری ظلمات پیدا ہوتی ہیں، کیونکہ غذا سارے اعضاء میں پھیلتی ہے، اس لیے جیسی غذا ہوگی ویسا ہی اثر تمام اعضاء میں پھیلے گا اور اعمال بھی اسی طرح کے ظاہر ہوں گے (جزاءُ الاعمال، خاتمہ، دوسری فصل)

تو اگر ہم مذکورہ گناہ چھوڑ دیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ دوسرے گناہوں سے بچنا بھی آسان ہوجائے گا۔

ٹی وی کئی گناہوں کا مجموعہ

آج ہمارے مسلمانوں کے معاشرے میں جو گناہ عام ہیں، اُن میں ایک گناہ ٹی وی دیکھنے کا بھی ہے، اور ٹی وی کئی گناہوں کا مجموعہ ہے، ٹی وی چل رہا ہے تو اس میں گانا بجانا بھی ہورہا ہے، اور نامحرم مردوں عورتوں کی تصویریں بھی دیکھی جارہی ہیں، بقول حضرت شاہ صاحب ٹی وی تو پٹارا ہے، شکل بھی اس کی ایسی ہی ہے، کس چیز کا پٹارا ہے؟ سانپ بچھوؤں کا۔

اور ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ کراچی میں رمضان المبارک میں روزے کے وقت میں ایک گھر کے اوپر کے کمرے میں ایک لڑکی ٹی وی پر ڈراما دیکھ رہی تھی تو ٹی وی کے پٹارے نے پکڑلیا۔

ماں باپ نے کہا کہ ارے صاحب روزے میں وقت کم رہ گیا ہے، اُس کو بلاؤ، تو وہ بیٹی یہ کہہ کر اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی کہ امی! ٹی وی پر ڈراما چل رہا ہے، میں وہ دیکھ کر ابھی آتی ہوں۔

جوان بیٹی پر شعاعوں نے ایسا پھندا ڈالا کہ جان نکل گئی۔ اور اس لڑکی کا وجود اور بدن ٹی وی کی شعاعوں سے ایسا منسلک ہوگیا کہ اب اگر اُس لڑکی کو اُٹھاتے ہیں تو اُٹھتی نہیں۔ ٹی وی کی شعاعوں نے اس لڑکی کو کیا سے کیا بنا دیا۔

آخر میں یہ طے ہوا کہ ٹی وی کو بھی اس لڑکی کے ساتھ میں دفن کرو، جب قبرستان لیکر گئے تو ٹی وی بھی ساتھ تھا، قبر کھودی گئی تو کیونکہ ٹی وی کے بغیر میت منتقل نہیں ہو رہی تھی، اس لئے ٹی وی کو میت کے ساتھ دفن کیا گیا؛ ٹی وی کی لعنت میں مبتلا ہونے کے بہت واقعات ہوئے ہیں۔

اسی طرح گھروں اور کمروں میں تصویریں ٹانگی ہوئی ہیں، حالانکہ تصویروں والی جگہ میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ ایسی احادیث ہیں کہ کتا اور تصویریں۔ تو روزوں کے زمانے میں ٹی وی وغیرہ اور دوسری سب خرافات نکال دیجئے، بجائے رحمتوں کے قہر ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ بڑے کریم ہیں، بہت معاف کر دیتے ہیں۔ ہمارے اوپر جو مصیبتیں آ رہی ہیں وہ ہماری بد اعمالیوں کی اور شامتِ اعمال کی وجہ سے ہیں، اور تو اگر کسی جگہ میں کرتے ہو تو کرو مگر خدارا! رمضان کے مہینے میں کیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہم پر نازل ہو رہی ہیں اور ہم یہاں خرافات کر رہے ہیں۔

حقوق کی ادائیگی اور معافی مانگنے کا اہتمام کرو

آجکل ہمارے گھروں میں، معاشرے میں، معاملات میں افراد میں یہ زیادتیاں بہت ہیں۔

اور بھائی کہنے کی تو بہت سی باتیں ہیں، اصلی چیز وہ ہے جو میں نے شروع میں عرض کیا کہ معافی مانگ لیں، جس وقت جو تکلیف پہنچی ہے اسی وقت معافی مانگ لیں۔

نہ کرو بھول کر بھی کسی سے سلوک ایسا　　کرے تم سے کوئی ویسا تو تمہیں ناگوار ہو

تو معافی مانگنی چاہئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کی ترغیب دی ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دریافت کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا سکھائی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (ابنِ ماجه، حديث نمبر ۳۸۴۰)

یا اللہ تو معاف کرتا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے مجھے معاف کر دے۔

اور بندوں سے معافی مانگنے میں بھی کوئی عار نہیں ہونی چاہئے، اور یہ عار ہی انسان کو تکبر تک لے جاتی ہے

کہ صاحب ہم اپنے سے چھوٹے شخص سے معافی کیوں مانگیں؟
تو یہاں چھوٹے بڑے کا سوال نہیں ہے، بس معافی مانگ لی جائے۔
خاص طور پر رمضان المبارک کا مہینہ تو آپس کی غم خواری کا مہینہ بھی ہے۔
زوجین میں اگر آپس میں اختلاف ہے، والدین اولاد میں رنجش ہے، عزیز واقارب کے ساتھ، رشتہ داروں کے ساتھ، جس جس کے ساتھ جھگڑا ہے تو اُن سے معافی مانگ لی جائے۔
معافی مانگ لینے سے آپ کا کام ختم ہوجائے گا، اگر آپ نے اپنی طرف سے سچے دل سے معافی مانگ لی اور جھجک اور عار معافی مانگنے میں رُکاوٹ نہیں بنی تو دوسرا چاہے معاف نہ کرے، روزِ محشر پھر معافی مانگنے والے سے سوال نہیں ہوگا۔
بہرحال مقصود یہ ہے کہ اللہ سے تعلق جُڑ جائے، خصوصاً رمضان کے مبارک مہینے کی مبارک ساعتوں میں صرف اللہ سے تعلق ہوجائے، اسی مقصد کے لیے رمضان المبارک میں اعتکاف مقرر کیا گیا ہے، اعتکاف ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے در پر جا کر پڑ گئے ہوں، اعتکاف میں دن رات اللہ کی عبادت ہے۔
بقول شاعر: تنہائی کے سب دن ہیں، تنہائی کی سب راتیں اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں
بس یہی چند باتیں عرض کرنی تھیں۔ ان باتوں کا علم ہوجائے اور پھر عمل کیا جائے، جو بات معلوم نہ ہو وہ علماء سے پوچھتے رہیں۔ اب دعا کرلیں!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ.

یا اللہ! ہم شکر کرتے ہیں۔ ہم ایمانِ حاصل پر شکرادا کرتے ہیں۔ یا اللہ رمضان المبارک میں جیسا کہ حق ہے عبادت کرنے کا یا اللہ اس کی توفیق عطا فرمادیں۔ یا اللہ یہ سب حاضرین اور حاضرات اور ہمارے گھر والے، اہل وعیال، ہماری اولاد، ہمارے جملہ متعلقین اعزہ واقرباء، دوست احباب، رشتہ دار، یا اللہ سب کو یہ نعمتیں اور برکتیں، رحمتیں عطا فرمایئے۔ یا اللہ جو بیمار ہیں ان کو شفاء عطا فرمادیجئے، صحت عطا فرمادیجئے۔ یا الٰہ العالمین یا رب العٰلمین! ہم سب کو ایمانِ کامل عطا فرمایئے۔ ایمانِ کامل پر حسنِ خاتمہ عطا فرمایئے یا اللہ ادارہ غفران کو بھرپور ترقی عطا فرمایئے، برکتیں اور رحمتیں نازل فرمایئے، ہمارے بھائی سید صاحب ہمارے بڑے بزرگ انتقال کرگئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو درجاتِ رافعہ عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ سید عبدالشکور

صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُن پر خاص فضل عطا فرمائیے، درجاتِ رافعہ عطا فرمائے، مدرسہ حقانیہ کو یا اللہ بھر پور ترقی عطا فرمائیے، وسائل عطا فرما دیجیے، تیرے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے مولیٰ، ایمان بھی عطا فرما دیجیے، اور اعمالِ صالحہ بھی عطا فرما دیجیے، یا اللہ جن کے رزق میں کمی ہے، اُن کے رزق میں خوب اپنی شان کے مطابق رزقِ حلال عطا فرمائیے، یا الٰہ العالمین یا رب العالمین ہم خطاوار ہیں بے شک، مگر ہیں تو آپ کے بندے۔

گرچہ ہم سَراپا ہیں بَد ہیں تو لیکن اے خدا! بندے تیرے
تیرا در چھوڑ کر جائیں کہاں؟

رمضان المبارک کی ساری برکتوں سے رحمتوں سے یا اللہ نوازیے، محروم نہ کیجیے، امتِ مسلمہ پر اس وقت جو مصائب ہیں، یہود اور ہنود اور نصاریٰ اور عیسائی اور امریکہ، برطانیہ، یہ جتنے بھی کفار و مشرکین ہیں، یا اللہ ان کو مغلوب کر دیجیے، اور مسلمانوں کا اور اسلام کا بول بالا کر دیجیے، غلبہ عطا فرما دیجیے، مجاہدین کی مدد فرمائیے، افغانستان میں، چیچنیا میں، کشمیر میں، جہاں جہاں مسلمان اس وقت کفار سے نبرد آزما ہو رہے ہیں، یا اللہ ان کی مدد فرمائیے، کامیابی، فتح اور نصرت عطا فرمائیے۔

اَللّٰهُمَّ عَذِّبِ الْكَفَرَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ، وَاَنْزِلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ. رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ، يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

یا ارحم الراحمین! جو جو ہمارے دِلوں میں یا اللہ مرادیں ہیں، تمنائیں ہیں، حاجتیں ہیں، یا اللہ سب پوری فرما دیجیے، يَا سُبُّوْحُ يَا قُدُّوْسُ يَا غَفُوْرُ يَا وَدُوْدُ؛ يَا صَمَدُ يَا عَزِيْزُ يَا مُغْنِيُ يَا نَاصِرُ؛ يَا اَللّٰهُ يَارَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ، تیرے ناموں کی برکت سے وسیلہ بنا رہے ہیں، ہماری مدد فرما دیجیے، یا اللہ دین و دنیا اور آخرت کی اصلاح فرما دیجیے، یا اللہ مفتی رضوان صاحب کی حفاظت فرما دیجیے، یا اللہ مریضوں کو شفاء دیدیجیے، ابھی ابھی شفاء دیدیجیے، کیا دیر لگتی ہے؟ کُن فیکون کا معاملہ ہے، ہر شخص کی مرادیں پوری کر دیجیے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

بسلسلہ : اصلاحُ العلماء والمدارس

مفتی محمد رضوان

اختلافِ رائے کے ساتھ احترامِ رائے کی ضرورت

مجتہد فیہ مسائل میں اجتہاد واختلاف کا سلسلہ خیرالقرون سے آج تک جاری ہے، اور قیامت تک جاری رہے گا، وہ الگ تفصیل ہے کہ کس قسم کے مسائل میں اب اجتہاد کی ضرورت نہیں، اوران میں اجتہاد مکمل ہو چکا، تابعین واتباعِ تابعین کا وہ دور جس میں فقہائے اربعہ کے اجتہاد کا سلسلہ جاری تھا، اور مختلف فروعی مسائل میں باہم اختلاف پیش آجاتا تھا، اس اجتہاد واختلاف کے معاملہ میں زیادہ اہمیت کا حامل ہے، لیکن اجتہادی اختلاف میں ایک بات ہر زمانے میں قدرِ مشترک کے طور پر پائی جاتی رہی ہے، اور وہ احترامِ رائے کا لحاظ ہے۔

یہی وجہ ہے، کہ آئمہ اربعہ کے بعد ان کے متبعین ومقلدین کے دلوں میں اپنے امام کے علاوہ دوسرے آئمہ کرام کا احترام بھی پایا جاتا رہا ہے، لیکن اس کے ساتھ آئمہ اربعہ کے مقلدین میں کم ظرف اور کم علم لوگوں کا ایک طبقہ ایسا بھی پایا گیا ہے جس نے اجتہادی مسائل کو منصوص مسائل اور فروعی مسائل کو اصولی مسائل کا درجہ دے کر دوسری رائے پر بے جا نکیر کی، مگراس نکیر کو تقویت اس لئے نہیں مل سکی کہ غیر منکر پر نکیر کرنا روانہیں ہوتا، بلکہ وہ نکیر کرنا ہی بعض اوقات منکر کی حد میں داخل ہو جاتا ہے،

اس دور میں ایسے طبقہ کا وجود ہے، جو کم علمی کے باعث اجتہادی وغیر اجتہادی مسائل میں یا تو امتیاز کرنے سے قاصر ہے، یا پھر کم ظرفی کے باعث اپنے اندر برداشت وحوصلہ کی صلاحیت نہیں رکھتا، بہر حال جو کچھ بھی ہو،، اہلِ علم حضرات کو خاص طور پر اجتہادی اور مجتہد فیہ مسائل میں دوسرے سے اختلاف اور اپنے موقف پر دلائل قائم کرنے اور دوسرے کے دلائل کا رد کرتے وقت بھی اس مسئلہ میں دوسرے مجتہد (یعنی جزوی مجتہد) کا احترام ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ البتہ دوسرے کی طرف سے کوئی منکر طرز و دلیل سامنے آئے تو اس پر نکیر کی جاسکتی ہے، لیکن اس موقعہ پر بھی اس کا لحاظ ضروری ہے کہ مقصود اس قول وفعل کی تردید واصلاح ہو، قائل کی تحقیر نہ ہو، یعنی نکیر تو ہو، تحقیر نہ ہو، جیسا کہ کسی کو گناہ کرتے ہوئے دیکھ کر گناہ کو تو حقیر سمجھا جائے گا، لیکن گناہگار کو حقیر سمجھنا شریعت کی نظر میں پسندیدہ نہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو اعتدال پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

Idara Ghufran

علم کے مینار

مولانا محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

سرگذشت عہدِ گُل (قسط۱۴)

(سوانح حضرتِ اقدس مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم)

مضمون کا درجِ ذیل حصہ مفتی صاحب موصوف کا خودنوشتہ ہے

زمانۂ طالبِ علمی میں وعظ اور بیان

مجھے بیان اور وعظ کرنے کا طالب علمی کے زمانے میں کچھ شوق ہوگیا تھا اور بیان کے موقع کی تلاش رہتی تھی، مساجد اور جلسے جلوسوں میں بیان کرنے کی ہمت تو مشکل سے ہوتی تھی، کیونکہ مخاطبین اور حاضرین کے سامنے ہونے کی وجہ سے طبیعت پر ایک حجاب سا محسوس ہوتا تھا، البتہ خواتین کے مجمع میں باپردہ خطاب کرنے میں آسانی محسوس ہوتی تھی اور اس فرق کی وجہ یہ تھی کہ خواتین تو پسِ پردہ بیٹھی ہوتی تھیں، اس لئے اپنے سامنے کسی کتاب یا لکھے ہوئے مضمون کو رکھنے اور دیکھنے میں کوئی دِقت محسوس نہیں ہوتی تھی، اگرچہ بیان کے دوران اسے دیکھنے اور پڑھنے کی نوبت بھی نہ آتی تھی، لیکن ایک ڈھارس سی بندھی رہتی تھی کہ کوئی گھبرانے والی بات نہیں، اگرضرورت پیش آئی اور بیان میں رُکاوٹ محسوس ہوئی تو کتاب یا کاغذ سے استفادہ کا موقع مل جائے گا،مگر مرد حضرات کے مجمع میں کتاب یا مضمون دیکھ کر بیان کا رواج نہ ہونے کی وجہ سے وعظ و بیان کا حوصلہ نہ ہوتا تھا۔

خواتین کے مجمع میں ایک عرصہ تک بیان کرتے رہنے کے بعد مَردوں کے مجمع میں بیان کرنے کی بھی کچھ ہمت بندھ گئی اور حوصلہ پیدا ہوگیا تھا، اس لیے بعد میں مختلف مساجد اور دینی جلسوں میں بھی بیان کا سلسلہ شروع ہوگیا، اور کچھ مساجد ایسی تھیں جہاں ہفتہ وار بیان کا باقاعدہ نظم طے ہوگیا تھا، حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کو جب بندہ کے بیان کا علم ہوا تو آخر زمانے میں اپنی رہائش گاہ کے قریب منی والی مسجد میں بھی جمعہ کی نماز اور خطبہ سے قبل بیان کا حکم فرمایا، جس کا کچھ عرصے تک نظم رہا۔ جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

اب بعض احباب کی خواہش پر زمانۂ طالبعلمی کے لئے چند مفید باتیں عرض کرتا ہوں، جو وقتاً فوقتاً اپنے اساتذۂ کرام اور بزرگوں سے سنی تھیں، اور ان میں سے بعض پر اپنی نالائقی کے باوجود کسی درجہ میں عمل کی توفیق سے فائدہ بھی محسوس ہوا تھا۔

Idara Ghufran

اسباق میں تین چیزوں کا اہتمام

وقتاً فوقتاً اساتذۂ کرام اور بزرگانِ دین سے طالب علمی کے دوران تعلیم کے لئے تین چیزوں کے اہتمام کی اہمیت وافادیت سنی ہوئی تھی، ایک تو اسباق کی پابندی، دوسرے سبق کا پہلے سے مطالعہ، تیسرے سبق پڑھنے کے بعد اس کی دہرائی، جسے مدارس کی خاص زبان میں ''تکرار'' کہا جاتا ہے۔ اگرچہ میں ان کا پورا اہتمام تو نہیں کرسکا، لیکن اپنی طرف سے ان تینوں چیزوں کے اہتمام کی کوشش رہی، جس سے بحمد اللہ تعالیٰ کافی فائدہ محسوس کیا۔ ان تین چیزوں کے اہتمام کا ایک بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ میں باوجودیکہ جسمانی وذہنی طور پر کمزور واقع ہوا تھا، جس کی وجہ سے تعلیم وتعلم کے میدان میں کافی حد تک کمزوری تھی، ان تین چیزوں پر عمل کرتے رہنے کی برکت سے اس کمزوری میں کمی محسوس ہوئی۔

اساتذۂ کرام کا احترام

اساتذۂ کرام کا احترام حصولِ علم اور برکتِ علم کی بنیادی شرط ہے، اس کے بغیر یا تو علم سرے سے حاصل ہی نہیں ہوتا اور اگر حاصل ہو بھی جائے تو اس میں برکت نہیں ہوتی، اس لئے طالب علمی کے دوران کسی درجہ میں اس پر عمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ اساتذۂ کرام کا احترام صرف چند گنی چنی رسمی چیزوں کا نام نہیں، مثلاً جوتے سیدھے کردینا، چلتے اٹھتے ہوئے کتاب وغیرہ پکڑ لینا، بلکہ اصل ادب واحترام کا تعلق دل سے ہے، جو استاذ کی موجودگی اور عدمِ موجودگی ہر صورت میں ہونا چاہئے۔

آلاتِ علم کا احترام

اساتذۂ کرام سے طالب علم کے متعلق جو ایک اہم اور مفید بات سنی وہ یہ تھی کہ حصولِ علم کے جتنے بھی ذرائع ووسائل وآلات ہیں ان سب کے ساتھ درجہ بدرجہ عظمت واحترام کا تعلق ہونا چاہئے، چنانچہ کتابوں، تپائیوں، درسگاہوں، قلم اور کاغذ وغیرہ، ان سب چیزوں کا ہی احترام ملحوظ رکھنا چاہئے، جس سے طالب علم کے علم میں انوار وبرکات شامل ہوتی ہیں۔

گناہوں سے بچنے کا اہتمام

طالب علمی کے زمانے میں جو ایک اہم بات اساتذۂ کرام اور بزرگوں سے سننے کو ملی، وہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہے، چنانچہ جو طالب علم زمانۂ طالب علمی کو گناہوں سے بچ کر گزارتا ہے، اس کی زندگی کا سفر آسان ہوجاتا ہے، اور اس کو اللہ تعالیٰ علمِ نافع عطا فرماتے ہیں۔ اور اس کے برعکس جو طالب علم زمانۂ

طالب علمی میں گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا، اس کو علمِ نافع حاصل ہونا دشوار ہوتا ہے، اور زمانۂ طالب علمی کے بعد اس کی زندگی کٹھن اور دشوار مراحل سے گزرتی ہے۔

اس لئے زمانۂ طالب علمی میں گناہوں سے بچنے کا اہتمام بھی انتہائی ضروری ہے۔

علم پر عمل کا اہتمام

اسی طرح ایک اور بات بھی بزرگوں اور اساتذوں سے سننے کی سعادت حاصل ہوئی، وہ یہ کہ جتنا علم بھی حاصل ہوتا جائے اس پر ساتھ ساتھ عمل کی بھی کوشش شروع کی جائے، اس سے ایک تو علم پختہ ہوتا ہے، دوسرے اس علم میں اضافہ اور برکت ہوتی ہے۔ اس لئے طالب علم کو اس بات کا اہتمام بھی کرنا چاہئے کہ جو علم حاصل ہو اور کوئی عذر نہ ہو تو اس پر عمل بھی ساتھ ساتھ شروع کردے، فارغ التحصیل ہونے کا منتظر نہ رہے۔

یہ خیال کرنا کہ ابھی تو حصولِ علم کا زمانہ ہے، عمل کا زمانہ فراغت کے بعد ہے، یہ شیطانی دھوکہ ہے۔

یکسوئی کا اہتمام اور اختلاط سے پرہیز

طالب علم کے لئے ایک چیز جس پر حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ اور دیگر اساتذۂ کرام بہت زور دیا کرتے تھے، وہ طالب علم کے لئے یکسوئی ہے، جس کو حاصل کرنے کے لئے اختلاط اور فضول میل جول سے پرہیز ضروری ہے، کیونکہ جب دل ودماغ میں یکسوئی نہیں ہوتی، تو علم کی طرف استحضار نہیں ہوتا، اور فضول میل جول بے جا تعلقات سے ظاہر ہے کہ ذہن مختلف چیزوں کی طرف منتشر ہوتا ہے، لہٰذا ایک طالب علم کے لئے یکسوئی جتنی ضروری ہے، اتنا ہی ضروری اختلاط وفضول تعلقات سے پرہیز بھی ہے، طالب علم کو چاہئے کہ اپنے تعلقات کو کم از کم کرے، اور دوستی وغیرہ پیدا کرنے سے اپنے آپ کو بچائے۔

بلکہ اکابر نے تو طالب علم کو اپنی علمی مشغولیات نماز ودیگر ضروری اعمال اور بشری تقاضوں کھانا پینا، پیشاب پاخانہ، معتدل نیند کے علاوہ باقی تمام مشغولیات کو ترک کردینا ضروری یا کم از کم ایک دین کے طالب علم کی شان کے لائق قرار دیا ہے۔ اور اس وجہ سے جو طالب علم ہر وقت مانگ پٹی، اور کھانے پینے کی فکر میں لگے رہتے ہیں، یا دوستوں اور مہمانوں کی آؤ بھگت میں اپنا قیمتی وقت خرچ کرتے ہیں، ان کو علمِ نافع عادتاً حاصل نہیں ہوتا۔ طالب علمی سے متعلق یہ چند باتیں جو اپنے بڑوں سے سننے کو ملیں اور ان سے فائدہ محسوس ہوا، بعض احباب کی خواہش پر خیال ہوا کہ اپنے ساتھیوں سے بھی عرض کردی جائیں، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

(جاری ہے)

تذکرۂ اولیاء مفتی محمد امجد حسین

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی رحمہ اللہ

آپ کا نام محمود، لقب نصیرالدین اور چراغ دہلی ہے آپ کے آباؤاجداد کا وطن خراسان تھا۔

آپ کے دادا شیخ عبداللطیف یزدی خراسان سے لاہور آ کر اقامت پذیر ہوئے آپ کے والد شیخ محمود یحییٰ کی پیدائش بھی لاہور ہی کی ہے، بعد میں اودھ (لکھنؤ) منتقل ہوئے۔

ان کی پشمینہ کی تجارت تھی اور صاحب ثروت وحیثیت آدمی تھے۔

حضرت خواجہ کی ولادت یہیں اودھ میں ہوئی، بعض سوانح نگار آپ کا مقام پیدائش اجودھیا اور بعض بارہ بنکی بھی قرار دیتے ہیں، نسباً آپ حسنی سید ہیں۔

ابھی نو سال کے تھے کہ والد ماجد کی وفات ہوئی۔ والدہ محترمہ عابدہ زاہدہ اور پرہیزگار خاتون تھیں انہوں نے ہی آپ کی تعلیم وتربیت کا فریضہ ادا کیا۔ والدہ کی تربیت کے اثر سے بچپن میں ہی نیکی اور خدا طلبی کا جذبہ طبیعت کا حصہ بن گیا اور نماز باجماعت کے پابند ہوگئے جس میں کسی حال میں کوتاہی نہ ہوتی تھی۔

تعلیم کے سلسلہ میں ایک روایت کے مطابق ابتداء میں قاضی محی الدین کاشانی سے فقہ کی کتاب بزدوی پڑھی۔ دوسری روایت کے مطابق مولانا عبدالکریم شیروانی سے ھدایہ اور بزدوی پڑھی ان کے بعد مولانا افتخارالدین محمد گیلانی سے باقی تمام علومِ مروجہ کی تعلیم حاصل کی۔

جب عمر ۲۵ سال ہوئی تو تزکیہ نفس اور مقامات سلوک طے کرنے کی غرض سے خلوت اور تجرید اختیار کی، علائق اور میل جول سے یکسو ہو کر جنگل وبیابان میں وقت گزارتے، ہمراہ ایک اور مخلص رفیق بھی تھے، اس صحرا نوردی میں آٹھ سال گزارے، اس دوران نماز باجماعت کا اہتمام کرتے اور کثرت سے روزہ رکھتے۔ معمولی ساگ پات سے افطار کرتے۔ ۴۳ سال کی عمر میں سلطان الاولیاء حضرت نظام الدین علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچے اور شرفِ بیعت وارادت سے مشرف ہوئے۔

مرشد شیخ نظام الدین کو آپ سے بڑی مناسبت ہوگئی اور آپ کو بھی مرشد سے غیر معمولی شغف اور انس تھا۔ مرشد کی صحبت سے عشق الٰہی کی دل میں دبی چنگاری شعلہ جوالہ بن گئی۔ پورے دل وجان سے مرشد کی

Idara Ghufran

خدمت میں جُت گئے، مرشد کے ساتھ شیفتگی، محبت اور عظمت وعقیدت کے واقعات ان قدوسی صفات ہستیوں کے بڑے عجیب وغریب، متاثر کن اور قابل رشک ہوا کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ محبت وتعلق اور اس طرح شیخ ومرشد کے ساتھ محبت اور ان کی خدمت وعظمت کے جو واقعات ان لوگوں کے منقول ہیں ان کی پیمائش عقل کے پیمانوں سے کرنا ان کی ناقدری ہے۔ یہ تو عشق و وارفتگی اور جذب وشوق کا عالمِ کیف ومستی ہے اس کا کچھ اندازہ وہی کرسکتا ہے جس کے دل کو لگی ہو۔

لیکن بایں ہمہ یہ بزرگ جادہ شریعت سے ایک قدم باہر نہ نکالتے تھے، بلکہ شریعت وطریقت کے جامع ہوتے تھے، نااہل، جاہل، اور ہوا پرست، مبتدعین جن کی اس زمانہ میں بہت کثرت ہے ان پر ان کو قیاس نہ کرنا چاہیئے جو رسمی تصوف کی بعض اصطلاحات کی آڑ لے کر شریعت کو بازیچہ اطفال بنائے ہوئے ہیں اور بزرگوں کے نام پر انہوں نے گمراہی اور نفس پرستی کا دھندہ چلایا ہوا ہے بقول کسے ع

زاغوں کے تصرف میں ہیں عقابوں کے نشیمن

ان بزرگوں نے شریعت وطریقت دونوں کو ہم آغوش رکھا اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ طریقت شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں نہ شریعت سے متجاوز ومتصادم ہے بلکہ احکام شرع پر دل وجان سے فدا ہونے اور اتباع سنت کو اپنی طبیعتِ ثانیہ بنانے کی سچی طلب وتڑپ اور اس کی مسلسل ودائمی مشق ہی طریقت سے عبارت ہے، اس راہ میں ان بزرگوں کی یہ شان ہے۔ ؎

درکفے جامِ شریعت درکفے سندانِ عشق ہر ہوسناکے کجا داند جام وسندان باختن

ریاضت ومجاہدات

بیعت کے بعد حسبِ ارشادِ مرشد خوب خوب ریاضتیں اور مجاہدات آپ نے کیئے، فقر وفاقوں سے گزرے، مرشد کی ایک زمانہ تک صحبت اٹھانے کے بعد جب گھر آئے تو یہاں لوگوں کے میل ملاقات اور اختلاط سے بہت گھبراتے اور اس وجہ سے عبادت کے لئے آپ کی یکسوئی اور خلوت میں بہت خلل پڑتا جس سے سخت تنگ دل ہوتے، خواجہ امیر خسرو علیہ الرحمہ جو آپ کے پیر بھائی تھے ان کے ذریعے مرشد سے جنگل وبیابان میں قیام کرنے کی اجازت چاہی لیکن مرشد نے اجازت نہ دی، فرمایا کہ آپ کے مناسبِ حال یہی ہے کہ خلق خدا کے درمیان رہیں۔ ان کی جفاؤں اور ایذاؤں پہ صبر کرتے رہیں اور اصلاح وارشاد کا کام کرتے رہیں۔ یہ انبیاء واولیاء کا مقام ہے۔

والدہ کی وفات کے بعد وطن سے سکونت ترک کر کے مستقل دہلی میں ہی مقیم ہوئے اور مرشد کے خاص حجرہ

میں قیام رکھا، مرشد کی صحبت میں فقر، صبر، تسلیم ورضا وغیرہ تمام درویشانہ صفتیں اپنے اندر خوب خوب راسخ کیں اور اپنے مرشد حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کے خلفاء میں ممتاز مقام کو پہنچے حتیٰ کہ مرشد کے باقی خلفاء اپنے مرشد اور ان کے بعد آپ کی ذات پر فخر کرتے تھے۔

مرشد کی جانشینی

جب آپ کے مرشد حضرت محبوبِ الٰہی نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے آپ کو اس راہ کی جملہ خوبیوں اور کمالات سے مزین وموصوف پایا تو دہلی میں آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا جو کہ اصل مرکز تھا اور وفات کے وقت وہ امانتیں آپ کے سپرد کردیں جو سلسلہ کے بزرگوں سے نسل درنسل چلی آرہی تھیں اور اپنے خواجگان سے حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کو ملی تھیں یعنی خرقہ، عصا، نعلین وغیرہ۔

تنگی معاش

جانشینی کے بعد ابتدائی زمانہ بہت تنگی اور فقر وفاقے کا تھا، لیکن اس زمانے کو خودداری، وضع داری، سفید پوشی اور غیرت وحمیت سے گزارا۔ فرماتے ہیں کہ کوئی دنیادار مجھ سے ملنے آتا تو مرشد کا جبہ پہن کر اس سے ملتا، پھر اُتار کر اپنا معمولی لباس پہن لیتا۔ مرشد کا جبہ پہن کر لوگوں سے اپنا فقر پوشیدہ رکھتا۔ بعد میں جب فارغ البالی کے حالات آئے تو فقر کے دنوں کو یاد کرتے اور اس کی روحانی لذت سے لطف اندوز ہوتے۔ فرماتے سبحان اللہ یہ فقر بھی کیا نعمت ہے، اس کے اول وآخر دونوں خوب ہیں، وہ کیا عمدہ دن اور پررونق زمانہ تھا یہ کہہ کر رو پڑتے اور اس ذوق کو تازہ کرلیتے۔ فارغ البالی کے زمانے میں مہمانوں اور مریدوں کے لئے تو عمدہ کھانوں کا انتظام رکھتے اور خود صائم الدہر تھے، روزہ سے رہتے۔

رشد وہدایت

آپ کی خدمت میں اصلاح کرانے اور فیوضات حاصل کرنے ہندوبیرون ہند مختلف ملکوں اور علاقوں سے طالبین رشد واصلاح آتے تھے اور فیض یاب ہوتے۔

چراغ دہلی کی وجہ تسمیہ

آپ کے رشد وھدایت اور فیوضات کی شہرت دنیا میں پھیل گئی تھی۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ (جن کا نام سید جلال الدین بخاری ہے، مشہور بزرگ ہیں، ملتان کے قریب ''اچ شریف''

انہی کے سلسلہ کے بزرگوں سے معمور رہا ہے) مکہ معظّمہ تشریف لے گئے وہاں مشہور بزرگ امام عبداللہ یافعی رحمہ اللہ جو مکہ کے شیخ تھے ان سے ایک زمانہ تک تعلیم وتربیت پاتے رہے ایک موقع پر شیخ یافعی نے فرمایا کہ دہلی کے بڑے بڑے مشائخ دنیا سے کوچ کر گئے تاہم ان کی برکت کا اثر شیخ نصیر الدین محمود میں موجود ہے۔ وہ دہلی کے چراغ ہیں۔ان کی وجہ سے مشائخ کا طرز وطریقہ زندہ ہے۔ واپسی پر حضرت مخدوم جہانیاں دہلی تشریف لائے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شیخ مکہ امام عبداللہ یافعی کا ارشاد بھی آپ سے بیان کیا،اس کے بعد یہ چراغ دہلی کا لقب آپ کے لئے مشہور ہوتا چلا گیا،حتیٰ کہ نام کا جزء بن گیا۔

قاتلانہ حملہ

ایک روز آپ نماز ظہر کے بعد اپنے حجرہ خاص میں مراقبہ میں مشغول تھے کہ ایک قلندر؛ تراب نامی وہاں پہنچا اور آپ پر چھری سے پے در پے وار کئے۔ خون حجرے سے باہر بہنے لگا لیکن آپ کے استغراق میں کوئی فرق نہ آیا خون دیکھ کر مریدین حجرہ میں گئے اور قلندر کو سزا دینی چاہی لیکن آپ نے ان کو روکا اور اپنے خاص مریدین کو پاس بلا کر قسم دی کہ کوئی شخص قلندر کو ایذاء نہ پہنچائے پھر قلندر سے معذرت کی اور کچھ رقم ہدیہ دے کر اس کو رخصت کیا ان اوصاف کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ چشتیہ سلسلہ میں صبر اور تسلیم ورضا کا آپ پر خاتمہ ہو گیا۔

وصال

اس قاتلانہ حملہ کے بعد بھی تین سال زندہ رہے رشد و ہدایت میں مشغول رہے۔ رمضان المبارک ۷۵۷ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(جاری ہے......)

شرعی ورثاء کو وراثت سے محروم کرنا حرام ہے

افادات: حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلوی رحمہ اللہ(سابق مفتی: خانقاہ امدادیہ اشرفیہ،تھانہ بھون)

مرتبہ: مفتی سید عبدالقدوس ترمذی

صفحات:۱۶ **قیمت:** مفت (بیرون سے منگوانے والے حضرات ڈاک ٹکٹ مالیتی 10 روپے ارسال کریں)

ناشر: ابوحماد قاری عبیداللہ ساجد، مدرسہ احیاء السنۃ للبنات، فاروقہ، ضلع سرگودھا

پیارے بچو! حافظ محمد ناصر

بچو اپنے دانتوں کی حفاظت کرو!

پیارے بچو! اللہ میاں نے ہم سب انسانوں کو بہت ساری چیزیں اور نعمتیں عطا فرمائی ہیں، جن میں سے ایک بہت بڑی نعمت دانتوں کی نعمت ہے؛ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نعمت نہ دیتے تو ہمیں بہت مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا۔

تم نے دیکھا ہوگا کہ جن لوگوں کے دانت خراب ہوجاتے ہیں، یا دانتوں میں درد ہوتا ہے، یا جن کے دانت ٹوٹ جاتے ہیں، اُنہیں کتنی پریشانیوں اور مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کھانے، پینے، سانس لینے میں بھی درد ہوتا ہے۔

اور کچھ لوگوں کے دانتوں میں ہر وقت درد رہتا ہے، اور جب کوئی دانتوں کی تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے، اُس وقت اُسے ان دانتوں کی نعمت کی قدر ہوتی ہے۔

اس لیے عقل مندی کی بات یہ ہے کہ دانتوں کی تکلیف میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی اپنے دانتوں کی حفاظت کرنی شروع کردی جائے، آج ہم تمہیں دانتوں کی حفاظت کرنے کے بارے میں کچھ باتیں بتائیں گے، اگر تم ان پر عمل کروگے تو ان شاء اللہ تمہارے دانت بہت سی بیماریوں اور تکلیفوں سے محفوظ رہیں گے۔

بچو! انسان کھانے پینے کی جتنی بھی مختلف چیزیں استعمال کرتا ہے، وہ منہ کے راستے سے ہی جسم کے اندر جاتی ہیں، اور منہ کے اندر دانتوں پر ہر کھانے پینے کی چیز لگتی ہے، اگر منہ اور دانتوں کی صفائی کا خیال نہ رکھا جائے تو منہ اور دانتوں میں بہت سارے جراثیم لگ سکتے ہیں۔

ان جراثیموں کی وجہ سے منہ کی بو خراب ہوجاتی ہے، مسوڑھوں کو نقصان پہنچتا ہے، دانتوں میں سوراخ ہوجاتا ہے، اور دانتوں میں کیڑا لگ جاتا ہے۔

بچو تم نے دیکھا ہوگا کہ چھوٹی عمر سے ہی بہت سے بچوں اور بچیوں کے دانت خراب ہوجاتے ہیں، اور اُن میں کیڑا لگ جاتا ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ دانتوں کو صاف نہ کرنا اور میٹھی چیزوں کا زیادہ استعمال کرنا ہے۔

بچو! ہمارے مذہب اسلام میں دانتوں کی صفائی کرنے پر بہت زور دیا ہے، اور پاک صاف رہنا تو مسلمان کی صفت ہے، اسی طرح مسلمان کی یہ صفت بھی ہے کہ وہ دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے بچنے کی پوری کوشش کرتا ہے، کیونکہ دوسروں کو تکلیف پہنچانا بہت بڑا گناہ ہے، اس لیے دوسروں کو تکلیف سے بچانے کے لیے بھی منہ اور دانتوں کی صفائی بہت ضروری ہے۔

خاص طور پر کسی محفل میں جانے سے پہلے، جمعہ کی نماز سے پہلے، پیاز اور لہسن یا کوئی بو والی چیز کسی ضرورت سے کھانے کے بعد بھی دانت صاف کر لینے چاہئیں، تاکہ دوسرے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

ان میں سُستی ہرگز نہیں کرنی چاہیے، ورنہ منہ سے بدبُو آئے گی، اور دانت کالے یا پیلے ہو جائیں گے۔

بچو! دانتوں کی حفاظت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ گرم چیز کھانے پینے کے فوراً بعد ٹھنڈی چیز کھانے یا پینے سے بچا جائے، اسی طرح ٹھنڈی چیز کھانے پینے کے فوراً بعد گرم چیز کھانے یا پینے سے بھی بچا جائے، کیونکہ ایسا نہ کرنے سے دانت جلدی ضائع ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح دانتوں سے سخت چیز مثلاً اخروٹ، یا سخت بادام یا اور کوئی چیز سخت چیز توڑنے سے بھی دانتوں کو نقصان ہوتا ہے۔

اور پھر بعض اوقات ساری زندگی اس کا اثر رہتا ہے، اور انسان دانتوں کی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس لیے اس سے بھی بچنا چاہیے۔

جن لوگوں کے منہ سے بو آتی ہے، یا جن کے دانت خراب ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کو کسی محفل میں جاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے، اور اگر یہ لوگ کسی محفل میں چلے جائیں تو دوسرے لوگ ایسے بدبودار منہ اور خراب دانتوں والے لوگوں کو پسند نہیں کرتے، اُن کے ساتھ بات چیت کرنے اور ان کے پاس بیٹھنے سے بچتے ہیں۔

بچو! دانتوں کو جراثیم اور خراب ہونے سے بچانے کے لیے ہمارے مذہب اسلام میں مسواک کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، اور مسلمان کو دن میں پانچ وقت مسواک کرنے کا موقع ملتا ہے، کیونکہ اگر پانچوں نمازوں سے پہلے وضو کیا جائے، اور وضو میں مسواک کرنا ثواب ہے، اگر دن میں پانچ مرتبہ مسواک کر لی جائے تو دانتوں کو خراب ہونے یا دانتوں کو پیلے ہونے یا کالا ہونے سے آسانی سے بچایا جا سکتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

مسواک منہ کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔ [۱]

[۱] بخاری، باب سواک الرطب والیابس للصائم.

مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ منہ کے دائیں طرف سے مسواک کرنا شروع کی جائے، دانتوں کے اندر اور باہر سے دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کی جائے۔

بہتر طریقہ یہ ہے کہ عام لوگوں کے سامنے مسواک کرنے یا منہ صاف کرنے سے بچا جائے، اس میں دوسروں کی بے ادبی ہے، اس لیے کہ منہ کو صاف کرتے وقت ممکن ہے کہ منہ سے کچھ میل کچیل یا گندہ مواد نکلے، جس سے دوسروں کو ناگواری ہو۔

بچو دانت صاف کرنے کے لیے ٹوتھ پیسٹ اور برش کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے، کیونکہ آج کل کے کھانے کی چیزیں ایسی ہیں جو دانتوں کے ساتھ چپک جاتی ہیں، اس لیے برش بھی استعمال کرتے رہنا چاہیے۔

خاص طور پر رات کو سونے سے پہلے، کیونکہ اگر کھانے یا میٹھی اشیاء کے کچھ ٹکڑے اگر دانتوں کے اندر رہ جائیں تو دانتوں کے جلدی خراب ہونے کا سبب بنیں گے۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۳۹ ''سفارش کے آداب''﴾

(۷)......سفارش ایسے انداز میں کرنی چاہیے، جس سے دوسرے شخص کو اپنے اُصول وقواعد کے مطابق کام انجام دینے کی آزادی میں خَلل واقع نہ ہو، اور وہ سفارش کی وجہ سے بادلِ ناخواستہ عمل کرنے کا پابند نہ ہو جائے۔

(۸)......سفارش میں ایسے الفاظ کہنے یا لکھنے چاہئیں کہ مثلاً:

''یہ صاحب میرے خیال میں فلاں کام کے لیے موزوں ہیں؛ اگر آپ کے اختیار میں ہو اور آپ کو کوئی عذر نہ ہو اور آپ کی مصلحت واُصول کے خلاف نہ ہو تو ان کا کام کر دیجیے'' وغیرہ۔

(۹)......سفارش کرانے والے کی بھی ذمہ داری ہے کہ سفارش ایسے کام کی نہ کرائے، جو جائز نہ ہو، اور نہ ہی سفارش کرانے والے پر ایسا دباؤ ڈالے جس سے وہ غلط کام کی یا غلط انداز میں سفارش کرنے پر مجبور ہو جائے، اور اگر سفارش کرنے والے کی سفارش پر عمل درآمد نہ ہو تو بار بار اُس کو سفارش کرنے کے لیے تنگ نہ کرے، اور نہ ہی دوسروں کے سامنے اُس کی سفارش قبول نہ ہونے کا تذکرہ کرے۔

(۱۰)......کسی بھی طرح کی سفارش پر کسی طرح کی رقم یا ہدیہ لینا حلال نہیں، اگر کچھ لے لیا تو رشوت کے حکم میں ہوگا، اور حرام ہوگا۔

Idara Ghufran

بزمِ خواتین　　مفتی ابوشعیب

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

پردے کی اہمیت اور اس کے چند ضروری احکام (قسط۳)

پردے کے دوسرے درجے کا ثبوت قرآن سے

معزز خواتین! قرآن مجید کی سورۂ احزاب میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ (سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! آپ اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دیگر مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ (جب ضرورت کے موقع پر گھروں سے باہر جانا پڑے تو) اپنے (چہروں کے) اوپر (بھی) اپنی چادر (کا کچھ حصہ) لٹکا کر (چہروں کے) قریب کرلیا کریں الخ

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ نے اس آیتِ کریمہ سے مندرجہ ذیل چند امور ثابت فرمائے ہیں:

اول یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں اور صاحبزادیوں کے ساتھ دیگر مسلمانوں کی عورتوں کو بھی پورا بدن اور چہرہ ڈھانک کر نکلنے کے حکم میں شریک فرمایا گیا ہے اس سے اُن لوگوں کی خام خیالی کی واضح طور پر تردید ہوگئی جو یہ باطل دعویٰ کرتے ہیں کہ پردہ کا حکم صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے مخصوص تھا۔

دوسری چیز جو اس آیت سے ثابت ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ پردہ کے لئے چہرے پر چادر لٹکانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے اُن تجدد پسندوں کے دعوے کی بھی تردید ہوگئی جو کہتے ہیں کہ عورتوں کو چہرہ چھپا کر نکلنے کا حکم اسلام میں نہیں ہے بلکہ مولویوں نے ایجاد کیا ہے دیکھنا ہے کہ یہ لوگ اس آیت سے کس طرح (کا حیلہ بہانہ کرکے، ناقل) انحراف کی صورت نکالتے ہیں۔

تیسری چیز جو اس آیت سے واضح ہو رہی ہے پردہ کے لئے جلباب استعمال کرنے کا حکم ہے۔

عربی زبان میں جلباب بڑی چادر کو کہتے ہیں جسے عورتیں اپنے پہننے کے کپڑوں کے اوپر لپیٹ کر باہر نکلتی ہیں قرآن شریف نے آیت بالا میں حکم دیا ہے کہ عورتیں جس طرح جلباب (بڑی چادر) کو اعضاء جسم پر اور پہنے ہوئے کپڑوں پر لپیٹتی ہیں اسی طرح چہروں پر بھی اس کا ایک حصہ لٹکا لیا کریں، اس طرح چادر لپیٹنے کا رواج بعض علاقوں کی عورتوں میں اب تک ہے۔ اور برقعہ اسی جلباب کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ برقعہ کی نسبت یہ کہنا کہ شریعت اسلامیہ میں اس کی کچھ اصل نہیں سراسر جہالت ہے برقعہ کا ثبوت **تویدنین علیھن من جلابیبھن** سے ہو رہا ہے (ملاحظہ ہو شرعی پردہ ص۱۲ تا ص۱۴ از مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ)

پردے کے دوسرے درجے کی تشریح

حضرت مولانا مفتی کمال الدین احمد راشدی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''ضرورت کے مواقع میں جب عورت کو گھر سے باہر جانا پڑے تو اس وقت کسی برقعہ یا لمبی چادر کو سر سے پیر تک اوڑھ کر نکلنے کا حکم ہے جس میں بدن کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو۔ راستہ دیکھنے کے لئے چادر میں سے صرف آنکھ کھولیں یا برقع میں جو جالی آنکھوں کے سامنے استعمال کی جاتی ہے وہ لگالیں، ضرورت کے وقت جب عورت گھر سے نکلنے پر مجبور ہو تو اس کو پردہ کا یہ دوسرا درجہ اختیار کرنا ضروری اور یہ دوسرا درجہ بھی پہلے کی طرح سب علماء وفقہاء کے درمیان متفق علیہ ہے مگر احادیث صحیحہ میں اس صورت کے اختیار کرنے پر بھی چند پابندیاں عائد کی ہیں، کہ خوشبو نہ لگائے ہوئے ہو، بجنے والا کوئی زیور نہ پہنا ہو، راستہ کے کنارے پر چلے، مردوں کے ہجوم میں داخل نہ ہو وغیرہ۔

پردہ کے اس درجہ کا ثبوت سورۂ احزاب کی اس آیت سے ہے (یعنی جو آیت مع ترجمہ وتشریح اوپر ذکر ہوئی ہے) (ملاحظہ ہو عورت کے لباس اور پردہ کے شرعی احکام ص۷۸ از مفتی کمال الدین احمد راشدی صاحب)

پردے کے دوسرے درجے کا ثبوت حدیث سے

احادیث اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد ازواج مطہرات اور تمام مسلمان عورتوں نے اس پر عمل کے لئے بغیر کسی ہچکچاہٹ اور تاخیر کے پیش قدمی کی، اور جلباب اور پردے کا رواج اس کے فوراً بعد ہی مسلم معاشرے میں پھیل گیا، بلکہ اس معاملہ میں مسلمان عورتوں نے جس فرمانبرداری

اور اطاعت کا ثبوت دیا وہ اپنی مثال آپ ہے، چنانچہ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ :

''قرآن کریم کی آیت ''یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ'' کے نازل ہونے کے بعد انصار کی عورتیں اپنے گھروں سے اتنے وقار اور آہستگی سے نکلتی تھیں، گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، (جو معمولی سی آہٹ اور ذرا زور سے قدم رکھنے سے اڑ جائیں گے) اور نکلتے وقت وہ اپنے کو چھپانے کے لیے بڑی بڑی سیاہ چادریں اوڑھ لیا کرتی تھیں'' (روح المعانی ۲۲:۸۹)

(ماخوذ از عورت کے لباس اور پردہ کے شرعی احکام ص ۸۹،۹۰)

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ جو خاتون ایسا برقع پہنے جس سے بڑی چادر کی طرح سر سے پاؤں تک سارا جسم چھپ جائے وہ بھی جلباب (بڑی چادر) ہی کے قائم مقام ہے (برقع سے متعلق مزید تفصیل انشاءاللہ آگے بیان کی جائے گی)

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری حدیث کا حوالہ دیکر فرمایا کہ اس میں پردے کے دوسرے درجے کا ذکر ہے (ملاحظہ ہو حضرت کا رسالہ ثبات السد ور لذوات الخدور ص۱۰۰ او۱ا مشمولہ ''پردہ کے شرعی احکام'' مطبوعہ ادارہ اسلامیات)

وہ حدیث حسب ذیل ہے :

أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ ذَكَرَ الْإِزَارَ فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تُرْخِي شِبْرًا قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ فَذِرَاعًا لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ (ابو داؤد، حدیث نمبر ۳۵۹۰)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی زوجہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار (تہبند و پاجامہ) کا ذکر فرمایا (یعنی اپنے ازار، تہ بند و پاجامہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کا ممنوع ہونا بیان فرمایا) تو (انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ) عورت (کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یعنی اگر وہ اپنے ازار، تہ بند و شلوار وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچا نہ رکھے تو اس کا ستر پوری طرح نہیں چھپے گا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت (اپنا تہ بند و شلوار اپنی آدھی پنڈلیوں سے) ایک بالشت نیچے لٹکا سکتی ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اس صورت میں بھی (اس کا قابل ستر حصہ) کھلا رہے گا (یعنی جس عورت کی پنڈلیاں زیادہ لمبی ہوں اور وہ اپنی آدھی پنڈلیوں سے ایک بالشت مزید نیچے تک بھی اپنا تہ بند وشلوار وغیرہ لٹکا لے تب بھی اس کا قابل ستر حصہ کھلنے کا احتمال رہے گا) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ (آدھی پنڈلیوں سے مزید) ایک (شرعی) گز نیچے لٹکا سکتی ہے (مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے تہ بند اور شلوار وغیرہ کو اتنا نیچے لٹکا سکتی ہے کہ اس کے پاؤں چھپے رہیں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حد سے زیادہ لٹکانے کی ممانعت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ) کوئی عورت اس سے زیادہ نیچے نہ لٹکائے۔

اور سنن ترمذی وسنن نسائی کی ایک روایت میں جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے یوں ہے کہ:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ عرض کیا کہ اس صورت میں ان کے پاؤں کھلے رہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گز بھر اور نیچے لٹکا لیں لیکن اس سے زیادہ نہ لٹکائیں

(مشکوٰۃ کتاب اللباس فصل ثانی)

اس حدیث پاک سے جہاں پردے کا دوسرا درجہ معلوم ہوا وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کیلئے شلوار کو ٹخنوں سے اونچا رکھنا جائز نہیں جیسا کہ آجکل کئی خواتین فیشن کی وجہ سے اس میں مبتلا ہیں۔ (جاری ہے......)

صدقۂ جاریہ وایصالِ ثواب کے فضائل واحکام

صدقۂ جاریہ کی حقیقت اور نیکی کا ذریعہ بننے کی صورتیں، ایصالِ ثواب کا قرآن وسنت، اجماع اور شرعی قیاس سے ثبوت، مطلق اور عام ایصالِ ثواب کے منکر کا حکم، فقہ کے چاروں ائمہ کے سلسلہ کی کتابوں سے، مالی اور بدنی عبادات کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب کا ثبوت، دعا واستغفار، ذکر وتلاوت، نماز، روزہ، صدقات وخیرات، حج وعمرہ، اور قربانی وغیرہ کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب پر احادیث وروایات، ایصالِ ثواب کی شرائط، ایصالِ ثواب سے متعلق بدعات ورسوم، ایصالِ ثواب کے طریقے اور اس سے متعلق مختلف مسائل واحکام، اور ایصالِ ثواب کے منکرین کے شبہات واعتراضات کا جائزہ

مصنّف: مفتی محمد رضوان

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

ایک سلام سے وتر کی تین رکعات کا ثبوت

سوال

ہم لوگ ہر روز عشاء کے بعد ایک سلام سے وتروں کی تین رکعتیں پڑھتے ہیں، جبکہ بعض لوگ وتر کی کبھی ایک رکعت پڑھتے ہیں اور کبھی تین رکعتیں پڑھتے ہیں، اور وہ ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک سلام سے وتر کی تین رکعتیں پڑھنا احادیث سے ثابت نہیں اور صرف فقہ حنفی کی کتابوں میں ہی ان کا ثبوت ملتا ہے۔

کیا واقعی ان لوگوں کا یہ کہنا درست ہے؟ یا کہ پھر ایک سلام سے وتر کی تین رکعتیں پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، اور اگر ثابت ہے تو وہ کون سی حدیثیں ہیں؟

مہربانی فرما کر تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔شکریہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

وتر کی تین رکعتوں اور اسی طرح ان تین رکعتوں کو ایک سلام کے ساتھ پڑھنا کئی صحیح اور صریح حدیثوں اور صحابہ وتابعین کے عمل سے ثابت ہے، اور ان کو غیر ثابت کہنا درست نہیں۔

حضورﷺ کی عام عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ آپ وتر کی نماز تہجد کے بعد ادا فرمایا کرتے تھے، اور وتر وتہجد دونوں مسجد کے بجائے گھر میں ادا فرماتے تھے۔

لہٰذا حضورﷺ کی تہجد اور وتر کی نماز کے متعلق صحیح صورتِ حال اُن حضرات کے ذریعہ سے معلوم کی جاسکتی ہے، جنہوں نے حضورﷺ کو رات کے وقت تہجد اور وتر کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہو۔

اور کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضورﷺ کی ازواجِ مطہرات میں سے ہونے کے باعث اس معاملہ سے عام صحابۂ کرام کے مقابلہ میں زیادہ واقف تھیں، اسی لئے ان سے اس سلسلہ میں کئی حضرات نے سوال کیا، اور انہوں نے جواب عنایت فرمایا، اور اس کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے متعدد مرتبہ خود سے بھی حضورﷺ کی تہجد اور وتر کی نماز کی صورتِ حال کو بیان فرمایا۔

اور اس کے علاوہ کئی دوسرے صحابۂ کرام سے بھی حضورﷺ کا وتر کی تین رکعت پڑھنا منقول ہے۔

Idara Ghufran

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا (الیٰ آخر الحدیث) (بخاری حدیث نمبر ۱۰۷۹، مسلم حدیث نمبر ۱۲۱۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۱۴۳، ترمذی حدیث نمبر ۴۰۳، نسائی حدیث نمبر ۱۶۷۹)

ترجمہ: انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری کو خبر دی کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ رمضان المبارک (کی رات) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھتے کچھ نہ پوچھو کہ وہ کتنی حسین وطویل ہوتی تھیں، پھر چار رکعتیں پڑھتے کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی کی اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں ہمیشہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، ان میں آٹھ رکعتیں تو تہجد کی ہوتی تھیں، اور تین رکعتیں وتر کی ہوا کرتی تھیں، اس حدیث میں وتروں کی تین رکعتوں کا صاف ذکر ہے، اور درمیان میں سلام پھیرنے کا ذکر نہیں، اگر حضور ﷺ کا معمول دو سلاموں کے ساتھ تین رکعتیں پڑھنے کا ہوتا، تو یہ ایک غیر معمولی بات ہوتی، اور اس کا روایت میں ضرور ذکر ہوتا، اور اس صورت میں وتر کو تین رکعات نہ بتلایا جاتا، کیونکہ درمیان میں سلام پھیرنے سے پہلی رکعتوں سے تعلق ختم ہوجاتا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا ہمیشہ وتر کی تین رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کا معمول تھا۔

اور بعض روایات میں حضور ﷺ کا جو رات کو وتروں سمیت تیرہ رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے، ان میں دو رکعتیں فجر کی سنتوں کی بھی شامل ہیں، یا تیرہ کا ذکر اس وجہ سے ہے کہ حضور ﷺ بعض اوقات ہلکی پھلکی مزید دو رکعتیں بھی پڑھا کرتے تھے، اور اس طرح ان کی تعداد تیرہ بن جاتی تھی۔

(ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری، کتاب التہجد، باب کیف صلاۃ اللیل وکیف کان النبی ﷺ یصلی من اللیل؛ وشرح معانی الآثار، باب الوتر؛ وحاشیۃ السندی علی ابن ماجۃ تحت حدیث رقم ۱۳۴۸)

حضرت سعد بن ہشام رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَـائِشَةَ حَـدَّثَتْـهُ أَنَّ رَسُـولَ الـلَّـهِ صَـلَّـى الـلَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيْ الْوِتْرِ (نسائی حدیث نمبر ۱۶۹۸، مصنف ابن ابی شیبة، کتاب صلاة التطوع والامامة وابواب متفرقة، باب فی الصلاة بین المغرب والعشاء، واللفظ لهما، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر ۱۴۰۰، سنن الدارقطنی حدیث نمبر ۱۶۸۴، السنن الکبریٰ للبیهقی حدیث نمبر ۵۰۰۹)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سعد بن ہشام سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: حضور ﷺ کے وتروں کی دو رکعتوں پر سلام نہ پھیرنے کا مطلب یہ ہے کہ آخر کی تیسری رکعت میں ہی سلام پھیرتے تھے، جیسا کہ دوسری روایات میں اس کا صاف طور پر ذکر موجود ہے۔

بہرحال اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ایک سلام سے وتر کی تین رکعتیں ادا فرمایا کرتے تھے۔

اور حضرت سعد بن ہشام ہی کی مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک لمبی روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُـولَ الـلَّـهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ دَخَلَ الْمَنْزِلَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهُمَا رَكْعَتَيْنِ أَطْوَلَ مِنْهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ فِيهِنَّ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۴۰۶۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو گھر تشریف لاتے پھر دو رکعت پڑھتے پھر ان سے لمبی دو رکعتیں اور پڑھتے پھر تین رکعات وتر پڑھتے اور ان تینوں رکعتوں میں فصل نہیں فرماتے تھے (یعنی دو رکعت کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے) (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث میں ایک سلام سے وتروں کی تین رکعات پڑھنے کا صاف ذکر موجود ہے۔

اور حضرت سعد بن ہشام ہی کی بعض روایات میں اس کا بھی صاف طور پر ذکر موجود ہے، ہ وتر کی پہلی دو رکعتوں میں حضور ﷺ سلام نہیں پھیرتے تھے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے:

كَـانَ رَسُـولُ الـلَّـهِ ﷺ لَا يُسَـلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱۱۳۹، مسند اسحاق بن راهویه حدیث نمبر ۱۳۱۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت سعد بن ہشام کی بعض روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی تین رکعات وتر پڑھنے کا ذکر

ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُوتِرُ بِثَلاثٍ لا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَهَذَا وِتْرُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، وَعَنْهُ أَخَذَهُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ(مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱۱۴۰، کتاب الایمان)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور سلام فقط آخری رکعت میں پھیرتے تھے اور یہی امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بھی وتر ہیں، انہیں سے یہ اہلِ مدینہ نے لئے ہیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اور خلیفۂ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک سلام سے وتر کی تین رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اور اس زمانے میں مدینہ کے لوگ بھی ایک سلام سے ہی وتر کی تین رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الوتر ثلاث كثلاث المغرب (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۷۱۷۰، وقال الطبراني:لم يرو هذا الحديث عن الحسن إلا إسماعيل بن مسلم تفرد به أبو بحر،مجمع الزوائد جزء۲ص ۲۴۲)

ترجمہ: وتر کی تین رکعتیں ہیں، مغرب کی تین رکعتوں کی طرح (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے بھی صاف طور پر اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ مغرب کے فرضوں کی طرح وتر کی تین رکعتیں ہیں، اور جس طرح مغرب کی تیسری وآخری رکعت میں ہی سلام پھیرا جاتا ہے، پہلی یا دوسری رکعت میں سلام نہیں پھیرا جاتا، اسی طرح وتر کی بھی تیسری وآخری رکعت میں ہی سلام پھیرا جائے گا۔

وتروں کے مغرب کی نماز کی طرح ہونے کا ذکر بعض دوسری کئی روایات میں بھی ہے، جن میں سے بعض روایات آگے آرہی ہیں۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

صَلَاةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ النَّهَارِ فَأَوْتِرُوا صَلَاةَ اللَّيْلِ (مسند احمد حدیث نمبر ۴۶۱۵، و حدیث نمبر ۴۷۵۰ واللفظ لهٗ، مصنف ابن ابی شیبة باب من قال وتر النهار المغرب ،مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۴۶۷۶)

---

[1] لہٰذا اس روایت کی سند پر جو بعض حضرات نے کلام کیا ہے، وہ مضر نہیں۔

ترجمہ: مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں، تم رات کی نماز کو وتر بناؤ (ترجمہ ختم)

فائدہ: مغرب کی نماز کے دن کے وتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وتروں کی طرح یہ تین رکعتیں ہیں، لہٰذا رات کو اسی طرح تین وتر پڑھنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وِتْرُ اللَّيْلِ ثَلَاثٌ كَوِتْرِ النَّهَارِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ (سنن دارقطني حديث نمبر ۱۶۷۲، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۹۳۰۳، شرح معاني الآثار، باب الوتر)

ترجمہ: رات کے وتر تین ہیں دن کے وتر یعنی نماز مغرب کی طرح (ترجمہ ختم)

فائدہ: بعض حضرات نے اس حدیث کو حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا اپنا ارشاد قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: شرح ابی داوٗد للعيني كتاب الصلاة، باب كم الوتر)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے یہی بات حضور ﷺ کی حدیث میں بھی بیان کی گئی ہے۔

نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ارشاد دوسری سندوں کے ساتھ بھی مروی ہے، اور صحابی کا ایسی بات حضور ﷺ سے سنے بغیر فرمانا مشکل ہے، اور اسی وجہ سے صحابۂ کرام کے ایسے ارشادات مرفوع حدیث کا حکم رکھتے ہیں، جبکہ یہی بات حضور ﷺ سے دوسری سند کے ساتھ مرفوعاً بھی منقول ہے، جس سے ظاہر ہوا کہ خواہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہو تب بھی یہ مرفوع حدیث کا درجہ رکھتا ہے۔

اور اس حدیث سے وتر کی نماز کا مغرب کی نماز کی طرح تین رکعات ہونا ثابت ہو رہا ہے، اور مغرب کی صرف آخری رکعت پر سلام پھیرا جاتا ہے، یعنی مغرب کے تین فرض ایک سلام کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں، لہٰذا وتر کی تین رکعتیں بھی ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھنی چاہئیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

الْوِتْرُ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ كَصَلَاةِ الْمَغْرِبِ (المعجم الكبير للطبراني)

ترجمہ: وتر کی تین رکعتیں ہیں مغرب کی نماز کی طرح (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کی نماز کی طرح وتر کی تین رکعتیں ہیں۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

اَلْوِتْرُ ثَلَاثٌ، كَوِتْرِ النَّهَارِ، صَلَاةِ الْمَغْرِبِ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر

۹۳۱۰،وشرح معانی الآثار، باب الوتر)

ترجمہ: وتر کی تین رکعات ہیں،دن کے وتر مغرب کی نماز کی طرح (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں جیسا کہ مغرب کی تین رکعتیں ہیں،فرق یہ ہے کہ مغرب دن کے وتر یعنی تین رکعتیں ہیں اور یہ رات کے وتر ہیں۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

"وِتْرُ اللَّيْلِ كَوِتْرِ النَّهَارِ صَلاةِ الْمَغْرِبِ ثَلاثًا "(المعجم الكبير للطبرانی)

ترجمہ: رات کے وتر دن کے وتر نماز مغرب کی طرح تین ہیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس میں رات کے وتروں کو صاف طور پر مغرب کی نماز کی تین رکعتوں کی طرح قرار دیا گیا ہے،اور یہ فرق بیان کیا گیا ہے،کہ وتر رات کی نماز ہے اور مغرب دن کی نماز ہے۔

حضرت عطاء ابن رباح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قال ابن عباس رضی اللہ عنہما :الوتر کصلاۃ المغرب (مؤطاامام محمد حدیث نمبر ۲۶۳ واللفظ لہٗ، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۴۶۷۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وتر نماز مغرب کی طرح ہیں (ترجمہ ختم)

حضرت عقبہ بن مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ الْوِتْرِ فَقَالَ :أَتَعْرِفُ وِتْرَ النَّهَارِ ؟ قُلْتُ :نَعَمْ ، صَلاةُ الْمَغْرِبِ قَالَ :صَدَقْتَ أَوْ أَحْسَنْتَ الخ(شرح معانی الآثار، باب الوتر)

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ سے وتروں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تم دن کے وتر جانتے ہو میں نے کہا جی ہاں نماز مغرب، آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا یا خوب کہا (ترجمہ ختم)

اس قسم کی احادیث وروایات سے اصولی طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مغرب اور وتر کی نماز کو دوسری نمازوں کے مقابلہ میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ تین رکعات ہوتی ہیں،اور باقی نمازیں اس طرح کی نہیں ہوتیں۔

حضرت عبدالعزیز بن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کی نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا،تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب

میں فرمایا:

كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ الخ (مسند احمد حديث نمبر ۲۴۷۱۸، واللفظ لهٗ، ترمذی حديث نمبر ۴۲۵، ابنِ ماجه حديث نمبر ۱۱۶۳)

ترجمہ: میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتروں میں کون سی سورتیں پڑھتے تھے۔ آپ نے فرمایا پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، دوسری میں قل یا ایھا الکفرون اور تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت عمرہ رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِثَلاثٍ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) وَفِي الثَّانِيَةِ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَفِي الثَّالِثَةِ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) الخ (سنن دار قطنی، حديث نمبر ۱۶۹۵، واللفظ لهٗ؛ مستدرک حاکم، حديث نمبر ۱۰۹۴، وقال الحاکم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے، پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، دوسری میں قل یا ایھا الکفرون اور تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: مذکورہ دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ وتر کی تین رکعات پڑھا کرتے تھے۔

ان روایتوں کے آخر میں راوی کی طرف سے تیسری رکعت میں قل ھو اللہ کے بعد معوذتین کا اضافہ بھی مذکور ہے، جس کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ یہ اضافہ دوسری روایات کے خلاف ہے، کیونکہ دوسری روایات میں تیسری رکعت میں صرف قل ھو اللہ پڑھنے کا ذکر ہے، اور معوذتین کے اضافے سے تیسری رکعت دوسری رکعت سے لمبی بھی ہو جاتی ہے، جس کا لمبا ہونا اصولی طور پر مکروہ بھی ہے، اس لئے دوسری روایات اور اس اصول کے پیشِ نظر وتر کی تیسری رکعت میں صرف قل ھو اللہ پڑھنے کو ترجیح ہوگی۔

(ملاحظہ ہو: مرقاة، کتاب الصلاة، باب الوتر وبيان وقته)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فِي رَكْعَةٍ رَكْعَةٍ (ترمذی، حديث نمبر ۴۲۴)

Idara Ghufran

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں سبح اسم ربک الاعلیٰ ،قل یا ایھا الکفرون اورقل ھواللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ ہر سورت ایک رکعت میں۔(ترجمہ ختم)

حضرت سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ اپنے والد حضرت عبدالرحمٰن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ (صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِتْرَ فَقَرَأَ فِي الْأُولَى :بِسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ :سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثًا ، يَمُدُّ صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ (شرح معانی الآثار ، باب الوتر ،واللفظ لہٗ، نسائی حدیث نمبر ١٦٨٣ ، وحدیث نمبر ١٧١٠ وحدیث نمبر ١٧١٤ ، مسند احمد حدیث نمبر ١٤٨١٣ ؛ مسند الطیالسی، حدیث نمبر ٥٤٢)

ترجمہ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وتر کی نماز پڑھی تو آپ نے پہلی رکعت میں **سبح اسم ربک الاعلیٰ** دوسری میں **قل یاایھا الکفرون** اور تیسری میں **قل ھو اللہ احد** پڑھی، جب آپ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے تین بار یہ کلمات کہے **سبحان الملک القدوس** اور تیسری مرتبہ آواز بلند کی(ترجمہ ختم)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (نسائی؛ ابنِ ماجہ ؛ مسند احمد ؛السنن الکبریٰ للنسائی ؛مستدرک حاکم ؛ سنن دارقطنی ؛مسند عبد بن حمید)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **سبح اسم ربک الاعلیٰ، قل یایھا الکٰفرون** اور **قل ھوا للہ احد** کے ساتھ، وتر کی نماز ادا فرماتے تھے(ترجمہ ختم)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَيَقُولُ يَعْنِي بَعْدَ التَّسْلِيمِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثًا(نسائی حدیث نمبر ١٦٨٣ ، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر ٤٤٦)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر (کی پہلی رکعت) میں **سبح اسم ربک الاعلیٰ**

Idara Ghufran

دوسری رکعت میں قل یا ایها الکفرون تیسری رکعت میں قل هوا لله احد پڑھتے تھے اور سلام فقط آخری رکعت ہی میں پھیرتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد تین دفعہ سبحان الملک القدوس کہتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث میں ایک سلام سے وتروں کی تین رکعات پڑھنے کا صاف ذکر موجود ہے، اور یہ بھی کہ حضورﷺ یہ تین سورتیں الگ الگ رکعتوں میں پڑھا کرتے تھے۔

ایک اور روایت میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَاللَّهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ (ابوداؤد حديث نمبر ۱۲۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتروں میں سبح اسم ربک الاعلیٰ (پہلی رکعت میں) قل للذین کفروا (یعنی دوسری رکعت میں قل یاایہاالکافرون) اور اَللّٰہُ الواحد الصمد (یعنی تیسری رکعت میں قل ہواللہ احد) کے ساتھ نماز ادا فرماتے تھے (ترجمہ ختم)

مذکورہ تمام روایات سے وتر کی تین رکعتوں کا ثبوت ہورہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ (نسائی حديث نمبر ۱۶۸۸، السنن الكبرىٰ للنسائی حديث نمبر ۱۳۴۶، المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۲۶۹۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو پہلے آٹھ رکعات پڑھتے پھر تین رکعات وتر پڑھتے۔ پھر دو رکعت (سنت) فجر کی نماز سے پہلے پڑھتے۔ (ترجمہ ختم)

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے بھی حضورﷺ کا فجر کی سنتوں سے پہلے آٹھ رکعتیں تہجد کی اور تین رکعتیں وتر کی پڑھنا معلوم ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ (إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ)فَقَرَأَ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ

ثَلاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ (الیٰ آخر الحدیث)(مسلم حدیث نمبر ۱۲۸۰ واللفظ لہٗ،ابوداؤد حدیث نمبر ۱۱۴۸، مستخرج ابوعوانۃ حدیث نمبر ۱۸۳۲)

ترجمہ: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں) سوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے مسواک کی، وضو کیا اور یہ آیات تلاوت فرمائیں'' إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ''سورت کے ختم تک، پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ دونوں رکعتوں میں قیام، رکوع اور سجود کو خوب لمبا کیا پھر آپ ﷺ فارغ ہو کر سو گئے یہاں تک کہ آپ کے (ہلکی آواز سے) خراٹے کی آواز آنے لگی، آپ ﷺ نے یہ عمل تین بار کیا، سو کر اُٹھتے مسواک اور وضو کر کے دو رکعت ادا فرماتے اور ہر دفعہ سورہ آل عمران کی آخری آیات تلاوت فرماتے اس طرح چھ رکعات آپ ﷺ نے ادا فرمائیں پھر تین رکعات وتر پڑھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: آپ ﷺ نے وتر کی تو تین ہی رکعت پڑھیں، لیکن تہجد کی چھ رکعات ادا فرمائیں، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ دو رکعتیں آپ ﷺ نے اس سے پہلے ہی ہلکی پھلکی ادا فرمالی تھیں۔

ان کو ملا کر آٹھ رکعتیں ہی بن جاتی ہیں۔

حضرت امام عامر شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَا ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا ثَمَانٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ (ابنِ ماجه حدیث نمبر ۱۳۵۱ واللفظ لهٗ، شرح معانی الآثار باب الوتر)

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کو نماز کیسی ہوتی تھی، ان دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت پڑھتے تھے پہلے آٹھ رکعات (تہجد) پھر تین رکعات وتر اور پھر دو رکعت (سنت) صبح صادق کے بعد (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں نے فجر کی

سنتوں سمیت حضور ﷺ کے تیرہ رکعتیں پڑھنے کا معمول بتلایا، فجر کی دو سنتوں کو نکال کر آٹھ رکعتیں تہجد کی اور تین رکعتیں وتروں کی ہوتی تھیں۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے خبر دی اور وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ نے حدیث بیان کی، انہوں نے فرمایا کہ:

كان رسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يصلّي ما بين صلاة العشاء إلى صلاة الصبح ثلاث عشرة ركعة، ثماني ركعات تطوّعاً وثلاث ركعات الوتر، وركعتي الفجر (موطأ للامام محمد، حديث نمبر ۲۵۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر صبح کی نماز تک کے درمیان تیرہ رکعات پڑھ کرتے تھے آٹھ رکعات نفل (تہجد) تین رکعات وتر اور دو رکعت فجر کی سنت (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث میں بھی فجر کی دو سنتوں اور تہجد کی آٹھ رکعتوں اور وتروں کی تین رکعتوں کا صاف ذکر موجود ہے

حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أخبرنا عبد الله بن مسعود: أهون ما يكون الوتر ثلاث ركعات (مؤطا امام محمد حديث نمبر ۲۶۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خبر دی ہے کہ وتر کی کم سے کم تین رکعتیں ہیں (ترجمہ ختم)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

دَفَنَّا أَبَا بَكْرٍ لَيْلًا ،فقال عمر انى لَمْ أُوتِرْ ، فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ ، فَصَلَّى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ، لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ (شرح معاني الآثار،باب الوتر)

ترجمہ: ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا، (فراغت پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے وتر نہیں پڑھے، آپ کھڑے ہوئے تو ہم نے بھی آپ کے پیچھے صف باندھ لی، آپ نے ہمیں تین رکعات نماز وتر پڑھائی اور سلام فقط ان کے آخر ہی میں پھیرا (ترجمہ ختم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ما أُحِبُّ أني تركت الوتر بثلاث وإنَّ لي حُمُرَ النَّعَم (مؤطا امام محمد)

Idara Ghufran

ترجمہ: مجھے پسند نہیں کہ میں تین رکعات وتر چھوڑ دوں چاہے مجھے اس کے بدلے سُرخ اونٹ کیوں نہ ملیں (ترجمہ ختم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّهُ أَوْتَرَ بِثَلاثِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَفْصِلْ بَيْنَهُنَّ بِسَلامٍ (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب صلاۃ التطوع والامامة وابواب متفرقة، باب من کان یوتر بثلاث او اکثر)

ترجمہ: انہوں نے تین رکعات وتر پڑھے اور تینوں رکعتوں میں سلام کے ذریعہ فصل نہیں کیا۔ (یعنی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرا) (ترجمہ ختم)

حضرت زادان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يُوتِرُ بِثَلاثٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَاعِدًا (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب صلاۃ التطوع والامامة وابواب متفرقة، باب من کان یوتر بثلاث او اکثر)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ وتر تین رکعات پڑھا کرتے تھے رات کے آخری حصہ میں بیٹھ کر (ترجمہ ختم)

ممکن ہے، اس وقت کسی عذر سے آپ بیٹھ کر وتر ادا فرماتے ہوں۔

حضرت زادان رحمہ اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أنه كان يوتر بإنا أنزلناه في ليلة القدر ، وإذا زلزلت ، وقل هو الله أحد
(مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۴۶۹۹)

ترجمہ: آپ وتروں میں انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ اذا زلزلت الارض اور قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت ابو یحییٰ فرماتے ہیں کہ:

سَمَرَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى طَلَعَتْ الْحَمْرَاءُ ثُمَّ نَامَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِأَصْوَاتِ أَهْلِ الزَّوْرَاءِ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ أَتَرَوْنَنِي أُدْرِكُ أُصَلِّي ثَلَاثًا ، يُرِيدُ الْوِتْرَ وَرَكْعَتَيْ الْفَجْرِ وَصَلَاةَ الصُّبْحِ ، قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَالُوا :نَعَمْ ، فَصَلَّى ، وَهَذَا فِي آخِرِ وَقْتِ الْفَجْرِ الخ (شرح معانی الآثار، باب الوتر)

ترجمہ: (ایک دفعہ) حضرت مسور بن مخرمہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رات کو

باتیں کرنے لگے، یہاں تک کہ سُرخ ستارہ (جو صبح صادق سے پہلے نکلا کرتا ہے) نکل آیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سو گئے اور پھر اہل زَوراء کی آوازوں کی وجہ سے بیدار ہوئے آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کیا خیال ہے کیا مجھے اتنا وقت مل جائے گا کہ میں سورج نکلنے سے پہلے پہلے تین رکعات وتر، دو رکعت سنت اور فجر کی نماز پڑھ سکوں، انہوں نے کہا کہ جی ہاں، چنانچہ آپ نے (یہ تمام) نماز پڑھی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ سوال فجر کے اخیر وقت میں تھا (ترجمہ ختم)

حضرت ابومنصور رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ الْوِتْرِ فَقَالَ :ثَلَاثٌ (شرح معانی الآثار، باب الوتر)

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے وتروں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا تین (رکعات) ہیں۔ (ترجمہ ختم)

حضرت ثابت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قال أنس يا أبا محمد خذ عني فاني أخذت عن رسول الله ﷺ وأخذ رسول الله ﷺ عن الله ، ولن تأخذ عن أحد أوثق مني قال :ثم صلى بي العشاء ، ثم صلى ست ركعات يسلم بين الركعتين ثم أوتر بثلاث يسلم في آخرهن

(كنزل العمال حديث نمبر ۲۱۹۰۲،بحواله الروياني كر ورجاله ثقات)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابومحمد رحمہ اللہ مجھ سے اخذ کرلو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے اخذ کیا ہے اور تم ہرگز مجھ سے زیادہ ثقہ آدمی سے اخذ نہیں کرسکتے۔

حضرت ثابت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے مجھے عشاء کی نماز پڑھائی پھر چھ رکعات نفل ادا کئے ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے رہے پھر آپ نے تین رکعات وتر پڑھے اور ان کے آخر میں سلام پھیرا (ترجمہ ختم)

حضرت ثابت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

صَلَّى بِي أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْوِتْرَ أَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَأُمُّ وَلَدِهِ خَلْفَنَا ، ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ، لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ ، ظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُعَلِّمَنِي (شرح معانی

الآثار، باب الوتر)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھے وتر کی تین رکعتیں پڑھائیں اس حالت میں کہ میں اُن کی دائیں جانب تھا اوران کی اُمّ ولد ہمارے پیچھے، آپ نے سلام فقط آخر میں پھیرا میرا غالب گمان یہ ہے کہ آپ مجھے وتر کا طریقہ سکھلا رہے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اَلْوِتْرُ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ ، وَكَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ (شرح معانی الآثار، باب الوتر)

ترجمہ: وتر تین رکعات ہیں اور آپ وتر تین رکعات ہی پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

كان أبي بن كعب يوتر بثلاث لا يسلم إلا في الثالثة مثل المغرب (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۴۶۵۹)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وتر تین رکعات پڑھا کرتے تھے اور سلام فقط تیسری رکعت میں پھیرتے تھے مغرب کی نماز کی طرح (ترجمہ ختم)

حضرت سائب بن یزید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

أن أبي بن كعب كان يوتر بثلاث (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۴۶۶۱)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت ابوغالب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَبُو أُمَامَةَ يُوتِرُ بِثَلاَثِ رَكَعَاتٍ (مصنف ابنِ ابی شيبة، كتاب صلاة التطوع والامامة وابواب متفرقة، باب من كان يوتر بثلاث او اكثر، شرح معانی الآثار، باب الوتر)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت سعید بن جُبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِثَلاَثٍ وَيَقْنُتُ فِي الْوَتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ (مصنف ابنِ ابی شيبة، كتاب صلاة التطوع والامامة وابواب متفرقة، باب من كان يوتر بثلاث او اكثر)

ترجمہ: وہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے اور دُعاء قنوت وتر میں رکوع سے پہلے پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اَلْوِتْرُ ثَلاَثٌ (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب صلاة التطوع والامامة وابواب متفرقة، باب من کان یوتر بثلاث او اکثر)

ترجمہ: وتر تین رکعات ہیں (ترجمہ ختم)

حضرت مکحول رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِثَلاَثٍ لاَ يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيْنِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب صلاة التطوع والامامة وابواب متفرقة، باب من کان یوتر بثلاث او اکثر)

ترجمہ: وہ وتر تین رکعات پڑھا کرتے تھے اور دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت ابوخلدة رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنْ الْوِتْرِ ، فَقَالَ :عَلَّمَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَلَّمُونَا أَنَّ الْوِتْرَ مِثْلُ صَلاةِ الْمَغْرِبِ ، غَيْرَ أَنَّا نَقْرَأُ فِي الثَّالِثَةِ ، فَهَذَا وِتْرُ اللَّيْلِ ، وَهَذَا وِتْرُ النَّهَارِ (شرح معانی الآثار، باب الوتر)

ترجمہ: میں نے حضرت ابوالعالیۃ رحمہ اللہ سے وتر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے تعلیم دی یا فرمایا کہ انہوں نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ وتر مغرب کی نماز کی طرح ہیں، سوائے اس کے کہ ہم وتر کی تیسری رکعت میں بھی قرأت کرتے ہیں یہ رات کے وتر ہیں اور وہ (مغرب) دن کے وتر ہیں (ترجمہ ختم)

ابن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابن ابوالزناد نے اپنے والد کے واسطے سے خبر دی کہ وہ (یعنی ان کے والد) فرماتے ہیں کہ:

أَثْبَتَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْوِتْرَ بِالْمَدِينَةِ بِقَوْلِ الْفُقَهَاءِ ثَلاثًا ، لاَ يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ (شرح معانی الآثار، باب الوتر)

ترجمہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مدینہ طیبہ میں فقہاء کے قول کے مطابق وتر تین رکعت مقرر کر دیئے تھے جن میں سلام صرف آخر میں پھیرا جاتا تھا (ترجمہ ختم)

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ مدینہ کے فقہائے سبعہ سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، خارجہ بن زید، عبیداللہ بن عبداللہ، سلیمان بن یسار رحمہم اللہ سے ان کے

علاوہ دوسرے فقیہہ اہل صلاح اور صاحب فضل بزرگوں کی موجودگی میں روایت کرتے ہیں:

وَرُبَّمَا اخْتَلَفُوا فِي الشَّيْءِ فَأَخَذَ بِقَوْلِ أَكْثَرِهِمْ وَأَفْضَلِهِمْ رَأْيًا .فَكَانَ مِمَّا وَعَيْتُ عَنْهُمْ عَلَى هَذِهِ الصِّفَةِ أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ فَهَذَا مَنْ ذَكَرْنَا مِنْ فُقَهَاءِ الْمَدِينَةِ وَعُلَمَائِهِمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ (شرح معانی الآثار، باب الوتر)

ترجمہ: اور یہ بزرگ اگر کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے تو اس شخص کے قول پر عمل کرتے جو زیادہ ذی رائے اور افضل ہوتا، میں نے جو باتیں ان سے یاد کی ہیں اس طریقہ پر اُن میں سے ایک یہ ہے کہ وتر تین رکعات ہیں جن میں سلام فقط آخر ہی میں پھیرا جائے گا (ترجمہ ختم)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى ، أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب صلاة التطوع والامامة وابواب متفرقة،باب من کان یوتر بثلاث او اکثر)

ترجمہ: مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں جن میں صرف آخری رکعت ہی میں سلام پھیرا جائے گا (ترجمہ ختم)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد رضوان ۔۲۰/ ذوالقعدة ۱۴۲۹ھ۔

دارالافتاء والاصلاح ادارہ غفران راولپنڈی

علماء، مشائخ، ماہرینِ علومِ دینیہ اور اربابِ فقہ وفتاویٰ کے لئے خصوصی پیش کش

دینی مدارس، علمی مراکز، اور دینی وتحقیقی اداروں کے لئے مفید سلسلہ

ادارہ غفران ٹرسٹ راولپنڈی کے ترجمان ماہنامہ ''التبلیغ'' کا

علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر 14

''مالِ تجارت اور کرنسی کی زکوٰة کا معیار'' شائع ہوگیا ہے۔

﴿خواہش مند حضرات ناظم ماہنامہ ''التبلیغ'' سے رجوع فرمائیں﴾

کیا آپ جانتے ہیں؟　ترتیب: مفتی محمد یونس

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سوالات وجوابات

۱۴۲۴/۴/۵ھ بعد نماز جمعہ کے سوالات اور حضرت مدیر کی طرف سے ان کے جوابات

ان مضامین کو ریکارڈ کرنے کی خدمت مولانا محمد ناصر صاحب نے، ٹیپ سے نقل کرنے کی خدمت مولانا ابرار حسین ستی صاحب نے اور نظر ثانی، ترتیب وتخریج نیز عنوانات قائم کرنے کی خدمت مولانا مفتی محمد یونس صاحب نے انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں......ادارہ

قرآن مجید حفظ کرنے کے فائدے

سوال: ایک بچے نے قرآن پاک حفظ کیا اور اس کی آمین بھی ہوئی ہے، آپ یہ بتائیں کہ قرآن پاک پڑھنے میں کیا فائدہ ہے، اور نہ پڑھنے میں کیا نقصان ہے؟

جواب: قرآن مجید حفظ کرنے کے بڑے فضائل ہیں، ایک حدیث شریف میں آتا ہے، کہ جو شخص قرآن مجید کو حفظ کر لیتا ہے، اور اس کے حلال کو حلال جانتا ہے، اور اس کے حرام کو حرام جانتا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں مقام عطا فرمائیں گے، اور اس کے خاندان کے دس ایسے افراد جن کے اوپر جہنم واجب ہو چکی ہوگی، ان کے لئے سفارش کا اس کو حق دیں گے، اور اس کی سفارش قبول بھی کی جائے گی۔ [1]

یہ نہیں کہ سفارش کا حق تو ملے گا، لیکن بعد میں اس پر غور کیا جائے گا، کہ اس سفارش کو قبول کیا جائے یا نہ

[1] عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَحَفِظَهُ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدْ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ (ابن ماجه، حديث نمبر ۲۱۲ واللفظ لهٗ؛ مسند احمد، حديث نمبر ۱۲۱۳)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَاسْتَظْهَرَهُ فَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِصَحِيحٍ وَحَفْصُ بْنُ سُلَيْمَانَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ (ترمذی، حديث نمبر ۲۸۳۰)

Idara Ghufran

کیا جائے، نہ یہ بات ہے کہ وہ اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں جارہے ہوں، بلکہ اس کی فضیلت بتلائی گئی ہے، اور جب حفظ پر یہ فضیلت ہے تو اگر حفظ کیا اور پھر یاد نہیں رکھا، تو یہ ایسا ہوگیا کہ فضیلت حاصل کی اور پھر محروم ہوگیا، کیونکہ فضیلت جب حاصل ہوتی جبکہ اس نعمت کو لے کر دنیا سے رخصت ہوتا۔ کیونکہ جو مال کسی نے حاصل کیا اور پھر اس کو ضائع کردیا تو وہ تو کام نہیں آئے گا، بلکہ کام تو وہی آئے گا جو ضرورت کے موقع پر اس کے پاس ہو، اب ضرورت اس کو قیامت کے دن پڑ رہی ہے، اور قیامت کے دن وہ چیز کام آئے گی جو مرتے دم اپنے ساتھ لے جائے گا۔

قرآن مجید حفظ کرکے بھلا دینے کا وبال

اور اگر حفظ کیا اور پھر اس کو بھول گیا، یا اس پر عمل نہیں کیا یا اس کی خلاف ورزیاں کیں، تو پھر اس پر یہ وعیدیں ہیں کہ وہ قیامت کے دن نابینا ہوکر اٹھے گا، سفارشیں تو دور کی بات ہے، اس کے اپنے لئے یہ وعید ہے کہ اسے خود نظر نہیں آرہا ہوگا۔

قرآن مجید یاد رکھنے کے فوائد

اور اس کے برخلاف اگر اس نے حفظ کیا، اور اس کو محفوظ رکھا، اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام جانا، تو قیامت کے دن اس کے والدین کے سر پر ایسا تاج رکھا جائے گا، کہ اس تاج کے سامنے سورج کی روشنی اور چودھویں کے چاند کی روشنی ماند پڑ جائے گی۔

یعنی بھولنے کی صورت میں تو اتنا اندھیرا ہے، کہ اسے اتنا بھی نظر نہیں آتا کہ وہ خود ہی چل سکے اور اس کے برعکس اگر اس کی حفاظت کی تو اتنی بڑی فضیلت ہے کہ وہ خود ہی روشن نہیں بلکہ اس کی وجہ سے پورا مقام روشن ہے، اور اس کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں، کہ ان کو فضائل حاصل ہورہے ہیں، والدین کو بھی مل رہے ہیں اور اس کے خاندان کو بھی فضائل حاصل ہورہے ہیں۔

قرآن مجید کو حفظ کرنے سے زیادہ مشکل یاد رکھنا ہے

اس دور میں قرآن مجید حفظ کرنا مشکل کام نہیں ہے، بلکہ اس کو یاد رکھنا مشکل کام ہے، یعنی حفظ شدہ قرآن کی حفاظت کرنا مشکل کام ہے، اس کی وضاحت یہ ہے کہ جیسے ایک ہے مال کو حاصل کرنا اور دوسرے مال کی حفاظت کرنا، تو قرآن پاک کا حفظ ہونا مال کی طرح ایک نعمت ہے، یہ روحانی نعمت اور دولت ہے، اس

کا حاصل کرنا اتنا مشکل کام نہیں، جتنا اس کو محفوظ رکھنا مشکل کام ہے، اور اس دور کی قید اس لئے لگا دی کہ آجکل زندگی میں انسان کو پوری طرح سے وہ ماحول ملتا نہیں ہے، یا وہ ماحول فراہم نہیں کیا جاتا، حفظ مکمل کیا اور پھر اس کو دوسرے کام میں لگا دیا، دوسری لائن میں لگا دیا، اور ہماری دوسری سوسائیٹی اور دوسرا ماحول اس قابل نہیں کہ وہاں رہ کر انسان حفظ شدہ قرآن کی حفاظت کر سکے، اور اس پر عمل کر سکے، اگر کوئی نیک نیتی سے اپنی اولاد کو حفظ کرانا چاہتا ہے تو اس کو اس پر بھی غور کرنا پڑے گا، کہ وہ اپنی اس اولاد کو پھر اسی کے لئے وقف کر دے، یعنی اس کو آخرت ہی کے لئے وقف کر دے، اور اس سے بس آخرت ہی کا فائدہ چاہے، جو اس کا حقیقی فائدہ ہے، پھر اس کو اسی نقطہ نظر کے ساتھ قرآن مجید حفظ کرائے اس کو دوسری لائن میں ڈالنا، اور اس سے دوسری توقعات رکھنا یہ تو اس کو اس نعمت سے محروم کرا دینا ہے، اور ہو یہی رہا ہے، کہ حفظ کرنے والی تعداد میں سے اسی فیصدی ضائع ہو رہی ہے، اس وجہ سے کہ حفظ کیا اور اس کے بعد اس کو دوسرے راستے پر ڈال دیا، یا دوسری سوسائیٹی میں اس کو لگا دیا، اور اس کے لئے خاطر خواہ انتظام نہیں کیا گیا، یا اس نے خود اہتمام نہیں کیا، تو ایسی صورت میں وہ دو چار سال بعد بھول جاتا ہے، اور اس کو یاد ہی نہیں رہتا۔

قرآن مجید کی ناقدری کا وبال سخت ہوتا ہے

اور قرآن مجید کی دولت کی بے قدری کی مار بھی بڑی سخت پڑتی ہے، کیونکہ جتنی بڑی کوئی دولت ہوتی ہے، اتنا ہی اس سے لاپرواہی کا نقصان شدید ہوتا ہے، مثلاً ایک شخص نے قرآن مجید حفظ نہیں کیا وہ اس کو پڑھتا نہیں ہے، اور اس کو یاد نہیں کرتا، اس پر بھی قرآن مجید کی مار ہے، مگر تھوڑی مار ہے، اور ایک وہ ہے جس نے قرآن مجید حفظ کیا اور پھر قرآن مجید کی اتنی بڑی دولت جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دی تھی، اس نے اس کو اپنے ہاتھوں سے ضائع کر دیا، تو پھر اس پر بڑی سخت وعید ہے، اور یہ مار بڑی سخت پڑتی ہے۔

چنانچہ ایسے شخص کے لئے یہ وعید ہے، کہ وہ دنیا ہی میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے، دنیا بھی اسے قبول نہیں کرتی، اس لئے کہ جب اس نے دین سے منہ موڑا اور ایک نعمت ہاتھ آ جانے کے بعد پھر اس کی قدر نہیں کی تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اسے دنیا میں رسوا کرتے ہیں، اور پھر وہ ایسی لائن پر چل پڑتا ہے، کہ جس لائن پر وہ پہلے نہ چلتا تھا، اور بسا اوقات وہ اتنا محروم ہو جاتا ہے کہ اسے قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا بھی یاد نہیں رہتا، یہ بہت بڑی مار ہے، اس لئے جب یہ قرآن کی نعمت مل گئی تو اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرنا چاہئے، اور اس کی حفاظت کرنی چاہئے۔

قرآن مجید کو یادرکھنے کا طریقہ

اس کی حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ قرآن مجید میں آیا ہے، آدمی اس پر عمل کرے اور اس کی تلاوت کا معمول رکھے، یہ نہیں کہ حفظ کیا اور اس کے بعد غافل ہوگیا، اور قرآن مجید اٹھا کر طاق میں رکھ دیا اور بس یہ سوچ ہے کہ جب رمضان آئے گا، تو تلاوت کریں گے، تراویح پڑھائیں گے، اور عین ممکن ہے کہ رمضان تک وہ نعمت ہی محفوظ نہ رہے۔

جیسا مشہور ہے، کہ ایک شخص باہر ولایت میں گیا، اور یہ فریج میں بننے والا برف اس وقت نیا نیا چلا تھا، انہوں نے وہاں پر وہ دیکھا تو انہوں نے کسی کے ہاتھ اپنے گھر وہ برف بطور تحفہ بھیج دیا، اور یہ اطلاع بھجوائی کہ میں بھی کل پرسوں تک آ جاؤں گا، تو گھر والوں نے دیکھی کہ عجیب چیز ہے، تو انہوں نے اٹھا کر سنبھال کر رکھ دی، کسی چیز میں لپیٹ کر، کہ جب وہ صاحب آئیں گے تو اس وقت ہی اس تحفہ کو کھولیں گے، اور اس سے فائدہ اٹھائیں گے، کیونکہ جب وہ بھی موجود ہوں گے تو زیادہ خوشی ہوگی، کہ ان ہی کی برکت سے یہ آیا ہے، اور دو تین دن بعد جب وہ صاحب تشریف لائے، تو انہوں نے اور باتوں کے ساتھ اس تحفے کا بھی معلوم کیا، کہ میں نے آپ کے لیے وہ تحفہ بھیجا تھا، وہ کیسا تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تو وہ محفوظ کر کے رکھا ہوا ہے، وہ شخص بڑے حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ابھی تک وہ کہاں محفوظ ہوگا، جا کر دیکھا گیا تو جہاں وہ رکھا ہوا تھا وہاں پر تھوڑی سی نمی تھی، بس اور کچھ نہیں تھا، اسی طرح قرآن مجید کا معاملہ بھی ہے کہ پڑھتے رہنے سے تو فائدہ ہوتا ہے، لیکن یونہی طاق میں رکھ دینے سے اسی طرح سے ضائع ہوجاتا ہے جس طرح برف ضائع ہوجاتی ہے، پگھل جاتی ہے پھر اس سے فائدہ ہی نہیں اٹھا سکتا، فائدہ اٹھانا بھی چاہے تو مشکل ہوجاتا ہے، اور یہ عام تجربہ ہے کہ انسان یہ سوچتا ہے، کہ ایک سال بعد یاد کروں گا، اور پھر سناؤں گا، ابھی تو بہت وقت پڑا ہے، لیکن بعد میں اس میں اتنی قابلیت ہی نہیں رہتی، اور پھر قرآن مجید کا مقصد صرف تراویح پڑھانا نہیں ہے، جن لوگوں نے صرف تراویح پڑھانا مقصد سمجھ لیا ہے، وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں، کیونکہ تراویح تو صرف آخری دس سورتوں سے بھی ادا ہوجاتی ہے، جن لوگوں نے قرآن مجید کا مقصد اتنا محدود سمجھا ہوا ہے، کہ قرآن مجید صرف اس لئے ہم نے حفظ کیا ہے کہ رمضان میں مصلیٰ سنا سکیں تو یہ بہت محدود سوچ ہے، کیونکہ قرآن مجید کا یہ بہت ادنیٰ سا فائدہ ہے، اس کے بڑے بڑے فوائد جب حاصل ہونگے کہ انسان تلاوت کرتا رہے، اور اصلی منافع تو قیامت کے روز ظاہر ہوں گے

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیۡ ذَالِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاِبۡصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۱۱)

حضرت اسحاق علیہ السلام کے ذبیح ہونے کی روایات کی حیثیت

رہیں وہ روایات جن میں مختلف صحابہ وتابعین کے بارے میں مذکور ہے کہ انہوں نے ذبیح حضرت اسحٰق علیہ السلام کو قرار دیا، سواُن کے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ :

اللہ ہی بہتر جانتا ہے، لیکن بظاہر سارے اقوال کعب الاحبار سے ماخوذ ہیں، اس لئے کہ جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام لائے تو حضرت عمر کو اپنی پرانی کتابوں کی باتیں سنانے لگے، بعض اوقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی باتیں سُن لیتے تھے، اس سے اور لوگوں کو بھی گنجائش ملی، اور انہوں نے بھی ان کی روایات سُن کر انہیں نقل کرنا شروع کر دیا، ان روایات میں ہر طرح کی رطب ویابس باتیں جمع تھیں، اور اس امت کو ان باتوں میں سے ایک حرف کی بھی ضرورت نہیں ہے، واللہ اعلم (تفسیر ابنِ کثیر سورہ صافات آیت نمبر۱۰۳) ۱؎

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی یہ بات بہت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے، اس لئے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح قرار دینے کی بنیاد اسرائیلی روایات پر ہے، اسی لئے یہود ونصاریٰ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بجائے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح قرار دیتے ہیں۔ ۲؎

۱؎ وھذہ الأقوال -واللہ أعلم- کلھا مأخوذۃ عن کعب الأحبار، فإنہ لما أسلم فی الدولۃ العمریۃ جعل یحدث عمر، رضی اللہ عنہ عن کتبہ، فربما استمع لہ عمر، رضی اللہ عنہ، فترخص الناس فی استماع ما عندہ، ونقلوا عنہ غثھا وسمینھا، ولیس لھذہ الأمۃ -واللہ أعلم- حاجۃ إلی حرف واحد مما عندہ (تفسیر ابنِ کثیر سورہ صافات آیت نمبر ۱۰۳)

۲؎ موجودہ بائبل میں یہ واقعہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

''ان باتوں کے بعد یوں ہوا کہ خدا نے ابرہام کو آزمایا اور اُسے کہا اے ابرہام! اس نے کہا میں حاضر ہوں، تب اُس نے کہا کہ تو اپنے بیٹے اضحاق کو جو تیرا اکلوتا ہے اور جسے تو پیار کرتا ہے ساتھ لے کر موریاہ کے ملک میں جا اور وہاں اُسے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤں گا سوختنی قربانی کے طور پر چڑھا'' (پیدائش ۲۲:۱،۲)

اس میں ذبح کا واقعہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

لیکن اگر انصاف سے اور تحقیق سے کام لیا جائے تو صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ اس معاملہ میں یہودیوں نے اپنے روایتی تعصب سے کام لے کر تورات کی عبارت میں تحریف کا ارتکاب کیا ہے، تاکہ ''ذبیح'' ہونے کا عظیم شرف بنی اسرائیل کو حاصل ہوجائے، کیونکہ عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہیں اور یہودی حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، اس لئے ان کو عربوں کے ساتھ تعصب نے اس تحریف پر آمادہ کیا۔

اس کے علاوہ خود تورات کی عبارتوں سے صاف واضح ہے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے چودہ سال چھوٹے تھے، اور اس چودہ سال کے عرصہ میں وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اکلوتے بیٹے تھے، اس کے برعکس حضرت اسحٰق علیہ السلام پر ایسا کوئی وقت نہیں گزرا جس میں وہ اپنے والد کے اکلوتے ہوں۔ [۱] (جاری ہے......)

---

[۱] اور تورات کتاب پیدائش کی مذکورہ عبارت ہی میں ''جو تیرا اکلوتا ہے'' کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس بیٹے کی قربانی کا حکم دیا گیا وہ ان کا اکلوتا بیٹا تھا، اسی باب میں آگے چل کر پھر لکھا ہے کہ:

''تو نے اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اکلوتا ہے مجھ سے دریغ نہ کیا'' (پیدائش ۲۲: ۱۲)

اس جملے میں بھی یہ تصریح موجود ہے کہ وہ بیٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اکلوتا تھا، ادھر یہ بات طے شدہ ہے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام ان کے اکلوتے بیٹے نہ تھے اگر ''اکلوتے'' کا اطلاق کسی پر ہوسکتا ہے تو وہ صرف حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔

خود کتاب پیدائش ہی کی دوسری کئی عبارتیں اس کی شہادت دیتی ہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیدائش حضرت اسحٰق علیہ السلام سے بہت پہلے ہوچکی تھی، ملاحظہ فرمایئے:

''اور ابرام کی بیوی ساری کے کوئی اولاد نہ ہوئی، اس کی ایک مصری لونڈی تھی، جس کا نام ہاجرہ تھا، اور......وہ ہاجرہ کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی، اور خداوند کے فرشتہ نے اس سے کہا کہ تو حاملہ ہے اور تیرے بیٹا ہوگا، اس کا نام اسمٰعیل رکھنا......اور جب ابرام سے ہاجرہ کے اسمٰعیل پیدا ہوا تب ابرام چھیاسی برس کا تھا'' (پیدائش باب ۱۶ آیات ۱،۴،۱۰،۱۶)

نیز اگلے باب میں لکھا ہے:

''اور خدا نے ابرہام سے کہا کہ ساری جو تیری بیوی ہے......اس سے بھی تجھے ایک بیٹا بخشوں گا......تب ابرہام سرنگوں ہوا اور ہنس کر دل میں کہنے لگا کہ کیا سو برس کے بڈھے سے کوئی بچہ ہوگا، اور کیا سارہ کے نوے برس کی ہے اولاد ہوگی؟ اور ابرہام نے خدا سے کہا کہ کاش! اسمٰعیل ہی تیرے حضور جیتا رہے، تب خدا نے فرمایا کہ بیشک تیری بیوی سارہ کے تجھ سے بیٹا ہوگا، تو اس کا نام اضحاق رکھنا (پیدائش ۱۷: ۱۵ تا ۲۰)

اس کے بعد حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے:

''اور جب اس کا بیٹا اضحاق اس سے پیدا ہوا تو ابراہام سو برس کا تھا'' (پیدائش ۵: ۶)

اب اس کے بعد جب کتاب پیدائش کے بائیسویں باب میں بیٹے کی قربانی کا ذکر آتا ہے تو اس میں ''اکلوتا'' کا لفظ صاف شہادت دے رہا ہے کہ اس سے مراد اسمٰعیل علیہ السلام ہیں، اور کسی یہودی نے اس کے ساتھ ''اضحاق'' کا لفظ محض اس لئے بڑھا دیا ہے تاکہ یہ فضیلت بنو اسمٰعیل کے بجائے بنو اسحٰق کو حاصل ہو۔

طب وصحت

حکیم راحت نسیم سوہدروی

ناک بند ہونا: اسباب وعلاج

ناک بند ہوجانا جسے زبانِ طب میں ورم الف حاد اور ایلوپیتھی میں ساوٴ نائنس کہتے ہیں شکایت عام ہوتی جا رہی ہے اور لوگ ناک کی بندش سے سانس لینے میں مشکل کا آسان علاج نیزل اسپرے سے کرتے ہیں جو وقتی افاقے کی تدبیر ہے۔ یہ مستقل علاج نہیں ہے اور نیزل اسپرے کا مسلسل استعمال فائدے کی بجائے مسائل پیدا کر دیتا ہے۔ ہاں اشد تکلیف کے وقت جب کہ سانس لینے میں بہت دقت ہوتی ہے اسے استعمال کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر اس کا مسلسل عادی بنانا اچھی عادت نہیں ہے۔ اُلٹا یہ مسائل کا سبب بن جاتا ہے۔ بعض لوگ تو ہر وقت نیزل اسپرے ساتھ رکھتے ہیں۔ دفتر کی میز کی دراز میں، سفر میں اور جیب میں رکھتے ہیں۔ جب بھی ناک کی بندش ہوئی فوراً نیزل اسپرے کی پھوار کر کے گھٹن سے نجات حاصل کر لی۔

اس مرض کا سبب گرد وغبار کے ذرات، دھواں، ایئر کنڈیشننگ کا بڑھتا ہوا استعمال، مصنوعی خوشبوئیں، ٹھنڈی اشیاء کا بکثرت استعمال، ورزش نہ کرنا اور بے شمار قسم کے کھانوں میں حفاظتی کیمیائی اشیاء کا استعمال ہے جس سے قوتِ مدبرہ کمزور ہونے پر یہ تکلیف ظاہر ہوجاتی ہے۔ نزلہ زکام اور الرجی بھی اس کے سبب ہوتے ہیں کیونکہ اس سے ناک کی رگیں پھیل کر ناک میں ہوا کی آمد ورفت بند کر کے ناک کی بندش کا سبب بن جاتی ہیں یا ناک میں نزلہ بند ہونے سے سانس لینے میں مشکل پیش آتی ہے۔

بعض لوگوں میں ناک کی غشائے مخاطی میں ورم آجاتا ہے یا پھر ناک کی درمیانی ہڈی مڑ کر ٹیڑھی ہوجاتی ہے۔ شروع میں نیزل اسپرے کبھی دن میں ایک بار استعمال کرنا پڑتا ہے۔ آہستہ آہستہ یہ وقفہ ایک دو گھنٹہ تک آجاتا ہے۔ اکثر لوگوں نے ناک کا آپریشن کرایا۔ یہ ممکن ہے کہ اس سے ناک صاف ہوجائے مگر دیکھا گیا ہے کہ بعض بلکہ اکثر لوگوں نے تین تین بار تک آپریشن کرایا مگر ناک کی بندش اور ٹیڑھی ہڈی کا مسئلہ حل نہ ہوا جس کی وجہ سے نیزل اسپرے کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے اور بعض لوگ تو نشے کی طرح اس کے عادی ہوگئے ہیں۔ ﴿بقیہ صفحہ ۸۶ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اخبارادارہ

مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......۲۴/شوال وکیم/ ۸/ ۱۵/ ۲۲/ ذیقعدہ جمعہ کومتعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کی نشستیں منعقد ہوئیں، بندہ امجد کی کچھ خانگی مشاغل کی وجہ سے رخصت پر جانے کی وجہ سے بیشتر جمعے مسجد نسیم میں دیگر احباب نے پڑھائے، مسجد غفران میں بھی رمضان میں وعظ اور جمعہ کا سلسلہ جاری رہا۔

□......۲۲/شوال بدھ کو بعد ظہر طلبہ کرام کے لئے نئے تعلیمی سال میں ہفتہ وار اصلاحی بیان کا آغاز ہوا، حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کا بیان ہوا۔

□...... ۲۶/شوال اتوار بعد عصر ہفتہ وار اصلاحی مجلس ملفوظات کا نئے تعلیمی سال میں آغاز ہوا، پھر ۱۰/ ۱۷/ ۲۴/ ذیقعدہ کو یہ مجالس منعقد ہوتی رہیں۔

□...... ۲۷/شوال پیر ادارہ غفران کی مسجد میں حج کورس کا آغاز ہوا، حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم حسبِ سابق یہ کورس خود کرا رہے ہیں، خلافِ سابق مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار کے بجائے امسال مسجدِ غفران میں اس کا انعقاد ہوا، کورس کا وقت مغرب تا عشاء اور دورانیہ ایک ہفتہ رہا۔

□......۳/ ذیقعدہ اتوار، حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی ملتان کے سفر کے لئے روانگی ہوئی، اسی روز بعد عشاء حج کورس کی آخری نشست ہوئی۔

□......۷/ ذیقعدہ جمعہ کی رات حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی ملتان کے سفر سے بعافیت واپسی ہوئی۔

□......۱۳/ ذیقعدہ بدھ شام کو حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم ایک دینی علمی سلسلہ میں لاہور تشریف لے گئے، اور اگلے دن شام کو واپسی ہوئی۔

□......۲۱/ ذیقعدہ جمعرات بڑے حضرت جی نواب صاحب دامت برکاتہم العالیہ ادارہ میں تشریف لائے، قاری عتیق الرحمان صاحب زیدمجدہٗ (خطیب مسجد کوہسار، اسلام آباد) بھی ہمراہ تھے، مسجدِ غفران میں علماء وطلباء کے لئے حضرت کا وعظ ہوا، کچھ دیر دارالافتاء میں حضرت نے نشست فرمائی، اس کے بعد حضرت واپس تشریف لے گئے۔

□......۲۳/ ذیقعدہ ہفتہ بوقتِ عصر حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم بمع اہلِ خانہ اسلام آباد بڑے حضرت جی نواب صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے دولت خانہ پر تشریف لے گئے، عشاء کے قریب واپسی ہوئی۔

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

ابرار حسین ستی

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

19 / اکتوبر 2008ء بمطابق 19 شوال المکرّم 1429ھ: پاکستان: چین پاکستان میں 2 ایٹمی بجلی گھر لگائے گا، صدر کے دورے سے مطلوبہ نتائج حاصل کر لئے وزیر خارجہ **20 / اکتوبر**: پاکستان: امریکہ افغانستان سے ہونے والی دراندازی ختم کرائے، صدر زرداری **21 / اکتوبر**: پاکستان: ایوانِ صدر میں اعلیٰ سطحی اجلاس صدر اور وزیرِ اعظم نے بجلی کے یکساں نرخ مقرر کرنے کی ہدایت کر دی ٭ پاکستان: 09-2008 تیل کا درآمدی بل 3 ارب 85 کروڑ ڈالر سے تجاوز کر گیا **22 / اکتوبر**: پاکستان: کشمیر: 61 سال بعد کنٹرول لائن کے آر پار تجارت کا آغاز، عوامی و حکومتی حلقوں نے اس اقدام کو مستحسن قرار دیا، وہ فوائد جو اس تجارت سے حاصل کیے جاسکتے ہیں ایک لمبے عرصہ سے جاری کشیدگی سے نہ صرف وہ حاصل کرنے سے محرومی رہی، بلکہ اس کشیدگی کے مقاصد سے بھی تاحال محرومی ہے اور آئندہ بھی اس ضمن میں کوئی خاطر خواہ کامیابی کا امکان نہیں، تجزیاتی حلقے **23 / اکتوبر**: پاکستان: آزاد خارجہ پالیسی، ملکی خود مختاری کا دفاع پارلیمنٹ میں 14 نکاتی متفقہ قرارداد منظور **24 / اکتوبر**: پاکستان: شمالی وزیرستان: امریکی طیاروں کا مدرسے پر میزائل حملہ، 11 شہید **25 / اکتوبر**: پاکستان: فلشمین سے فیض آباد تک ایلیویٹڈ ایکسپریس وے کا افتتاح پنجاب ملکی سالمیت کے لئے ہر قربانی دینے کو تیار ہے، شہباز شریف ٭ اس اقدام سے مری روڈ پر چلنے والی ٹریفک میں رش کم ہونے کی وجہ سے سفر میں سہولت ہوگی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ موجودہ مری روڈ کے دونوں اطراف پر غیر قانونی تجاوزات کا صفایا بھی نہایت اہم ہے کیونکہ یہ بھی دوطرفہ ٹریفک کے لئے مشکلات کا باعث ہیں۔ عوامی حلقے **26 / اکتوبر**: پاکستان: کشکول توڑ کر بیرونی امداد کو خیرباد، اپنے وسائل پر انحصار کرنا ہوگا، شہباز شریف **27 / اکتوبر**: پاکستان: وزیرِ اعلیٰ پنجاب کا زیادہ گندم پیدا کرنے والے ڈویژنوں کے لئے 225 ٹریکٹر انعام دینے کا اعلان **28 / اکتوبر**: افغانستان: طالبان نے ہیلی کاپٹر مار گرایا، خودکش حملہ 2 امریکی فوجی ہلاک اتحادی فوج کی بمباری تعمیراتی کمپنی کے 23 ملازمین مارے گئے **29 / اکتوبر**: پاکستان: سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے انتخابات، پیپلز پارٹی کے امیدوار کو شکست، علی احمد کرد صدر بن گئے **30 / اکتوبر**: پاکستان: بلوچستان زلزلے سے خوفناک تباہی، 300 سے زائد افراد جاں بحق، ہزاروں زخمی، 12 گاؤں صفحۂ ہستی سے مٹ گئے، امدادی کارروائیاں شروع **31 / اکتوبر**: انڈیا: بھارتی ریاست آسام میں 18 بم دھماکے، 64 ہلاک 300 سے زائد زخمی ٭ پاکستان: وفاقی حکومت نے گھی و آئل کی قیمتوں میں 42 روپے فی کلو کمی کا اعلان کر دیا، نئی قیمت 98 روپے فی کلو ہوگی **یکم**

Idara Ghufran

2 نومبر: پاکستان: پٹرول 5روپے فی لیٹر سستا ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتیں برقرار ✍ **نومبر**: پاکستان: 21 طالبان رہا، بدلے میں 19 سیکورٹی اہلکاروں سمیت 21 افراد کو چھوڑ دیا گیا ۔ پاکستان: امریکی حملے پاکستان کی سالمیت اور خود مختاری کے لئے بڑا چیلنج ہیں، نواز شریف ✍ **3 نومبر**: پاکستان: پاکستان الیکٹرک پاور کمپنی نے شہروں میں لوڈ شیڈنگ ختم کرنے کا اعلان کر دیا ✍ **4 نومبر**: پاکستان: 40 نئے وزراء نے حلف اٹھالیا، امین فہیم سینئر وزیر مقرر ۔ معاشی بحران کے شکار ملک پر اتنی بڑی تعداد میں وزراء کے اخراجات ملکی معیشت پر بوجھ بنیں گے، سیاسی و تجزیاتی حلقے ✍ **5 نومبر**: پاکستان: صدر زرداری دو روزہ دورے پر سعودی عرب پہنچ گئے ✍ **6 نومبر**: پاکستان: باراک اوبامہ امریکی صدر منتخب، مکین کو 352 کے مقابلے میں 165 ووٹ ملے ۔ اطلاعات کے مطابق صدر باراک کی والدہ کی شادی کینین نژاد اوبامہ نامی ایک مسلمان سے ہوئی، مگر والدہ بدستور عیسائی رہی، باراک اوبامہ کی پیدائش کے دو سال بعد ان کے والد اور والدہ کے درمیان علیحدگی ہوگئی، بعد میں ان کی والدہ نے ایک انڈونیشیئن مسلمان سے شادی کی، اوبامہ اگرچہ انڈونیشیا کے ایک سکول میں مسلمان طلباء کے ساتھ زیر تعلیم رہے لیکن وہ اپنی انتخابی مہم کے دوران بارہا اپنے عیسائی ہونے کا برملا اظہار کر چکے ہیں، اس لئے ان سے مسلمانوں کے حق میں کسی ہمدردی کی توقع خوش فہمی سے زیادہ نہیں (ناقل) ۔ پاکستان: وفاقی کابینہ کا اجلاس سیاسی بنیادوں پر برطرف ملازمین بحال کرنے کا فیصلہ ✍ **7 نومبر**: پاکستان: بجلی بحران ساڑھے آٹھ بجے مارکیٹیں بند کرنے کا حکم، خلاف ورزی پر مقدمات درج، کنکشن منقطع کر دیئے جائیں وفاق کی صوبوں کو ہدایت، یہ معاملہ واقعتاً قابل توجہ ہے کہ اس وقت ہماری تقریباً پوری قوم کی یہ عادت بن چکی ہے کہ وہ راتوں کو دیر تک جاگتے رہتے ہیں، اور صبح کو دن چڑھے اٹھتے، اس سے نہ صرف بجلی کا ضیاع ہوتا ہے، بلکہ دن کا ایک معتد بہ حصہ بغیر کچھ کئے ہی بے کار گزر جاتا ہے، اس لئے رات کو جلدی سونے اور صبح کو جلدی بیدار ہونے کی عادت اپنانی چاہیئے ✍ **8 نومبر**: پاکستان: شمالی وزیرستان امریکی طیاروں کے میزائل حملے 14 شہید باجوڑ میں فضائیہ کی بمباری 35 عسکریت پسند مارے گئے ✍ **9 نومبر**: پاکستان: غیر قانونی طریقہ سے 10 ارب ڈالر بیرون ملک منتقل کرنے کا انکشاف خانانی اینڈ کالیا کمپنی کے مالکان سمیت درجن سے زائد گرفتار ✍ **10 نومبر**: پاکستان: پنجاب بھر میں ڈیلی ویجز ملازمین کی بھرتیوں پر پابندی عائد ✍ **11 نومبر**: پاکستان: سابق کور کمانڈر راولپنڈی جنرل جمشید گلزار کیانی انتقال کر گئے ✍ **12 نومبر**: پاکستان: پشاور سٹیڈیم کے مین گیٹ پر خودکش دھماکہ 4 جاں بحق، 15 زخمی ✍ **13 نومبر**: پاکستان: حکومت نے آئی ایم ایف کی شرائط پر قرضہ لینے کا حتمی فیصلہ کرلیا ✍ **14 نومبر**: پاکستان: ایرانی کمرشل اتاشی پشاور سے اغواء مزاحمت پر محافظ قتل ✍ **15 نومبر**: پاکستان: پی سی او ججز کے سامنے پیش نہیں ہوں گا، چاہے نااہل قرار دے دیا جائے، نواز شریف ✍

16 نومبر: پاکستان: پٹرول10 ڈیزل3، مٹی کا تیل5روپے فی لٹر سستا۔ پاکستان: آئی ایم ایف سے 7.6ارب ڈالر کے قرض کا معاہدہ طے، کوئی نئی شرط نہیں لگائی گئی، مشیر خزانہ۔ بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آئی ایم ایف سے لیے جانے والے قرضہ کے ساتھ ایک اہم شرط یہ لگائی گئی ہے کہ قرض کی اس رقم سے کوئی بھی پروڈکٹو (Productive) کام نہیں کیا جاسکتا، بلکہ یہ رقم صرف سابقہ قرضوں کی سود وغیرہ کی قسطوں کی ادائیگی اور دیگر ممالک سے درآمد کی جانے والی اشیاء کی خریداری کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ **17 نومبر**: پاکستان: افغانستان: خود کش حملے و بم دھماکے، نیٹو فوجی سمیت 2افراد ہلاک۔ جاپان: جاپان نے آئی ایم ایف کو100 ارب ڈالر قرضہ فراہم کرنے کا اعلان کردیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق جاپان کے وزیراعظم کی رہائش گاہ اتنی سادہ ہے، کہ شاید اس میں پاکستان کا کوئی عام شہری بھی رہنے کے لئے تیار نہ ہو، لیکن ملکی معیشت کی حالت یہ ہے کہ وہ آئی ایم ایف جیسے عالمی اداروں کو قرض دے رہا ہے، ہمیں ان سے سبق حاصل کرنا چاہئے، کہ ہماری ملکی معیشت کی حالت کس قدر دگرگوں ہے، اور ہماری شاہ خرچیاں ہیں کہ روز بروز بڑھ رہی ہیں، کاش! کہ ہم بھی ہوش کے ناخن لیں۔ **18 نومبر**: پاکستان: حکومت پٹرول پر28اور ڈیزل پر9روپے فی لیٹر ٹیکس لے رہی ہے، پارلیمانی سیکریٹری برائے پٹرولیم وقدرتی وسائل، اعجاز ورک۔ **19 نومبر**: پاکستان: دفاعی وترقیاتی بجٹ میں کمی، نئے ٹیکس لگائے جائیں، اقتصادی ماہرین کی سفارشات وزیراعظم کو پیش۔ **20 نومبر**: پاکستان: پرویز مشرف کے سابق سیکیورٹی انچارج میجر جنرل (ر) امیر افضل علوی ڈرائیور سمیت قتل۔ **21 نومبر**: پاکستان: اردو زبان کو سرکاری سطح پر اس کا جائز مقام دیا جائے، اراکینِ اسمبلی

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۸۲ ''ناک بند ہونا: اسباب وعلاج''﴾

ناک کی بندش کے لئے درج ذیل تدبیر موثر ومفید ثابت ہوئی ہے۔

برگ نیم (نیم کے تازہ پتے) 20 گرام لے کر ڈیڑھ دو کلو پانی میں جوش دینے کے بعد چھان کر چٹکی برابر نمک ملا کر اس نیم گرم پانی سے ناک کو بطرزِ وضو دن میں دو بار دھولیا کریں۔ دونوں بار نیا پانی بنائیں۔ چند دن کے استعمال سے بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔ اس کے علاوہ درج ذیل تدابیر پر عمل کریں۔ صاف تازہ ہوا میں سانس لیں۔ تمباکو نوشی سے بچیں، موسمی تازہ غذائیں اور ورزش کو معمول بنائیں۔ سوتے وقت تکیہ اونچا رکھیں۔ اس طرح ناک کی رگیں خون کے کم دباؤ سے محفوظ رہیں گی۔

(ماخوذ از: ماہنامہ قومی صحت، لاہور، صفحہ 29، جلد ۳۸، شمارہ ۱۱، نومبر 2008)

ترتیب و پیشکش ابو رملہ

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر ۵ (۱۴۲۹ھ) کی اجمالی فہرست

﴿اداریہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ملک وملت بحرانوں کی زَد میں	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۳
وطنِ عزیز کے حالیہ انتخابات اور موجودہ سیاسی صورتحال	// //	شمارہ۲ص۳
نومنتخب حکومت اور وطنِ عزیز کو درپیش چیلنج	// //	شمارہ۳ص۳
بجلی کا بحران کیسے ختم ہو؟	// //	شمارہ۴ص۳
کام چوری اور حرام خوری	// //	شمارہ۵ص۳
نومنتخب حکومت کا غیر یقینی کردار	// //	شمارہ۶ص۳
بجلی کا بحران اور بڑھتی ہوئی مہنگائی	// //	شمارہ۷ص۳
رمضان شریف کی آمد اور مہنگائی	// //	شمارہ۸ص۳
عیدُ الفطر کس طرح گزاریں؟	// //	شمارہ۹ص۳
عدلیہ کی بے کسی	// //	شمارہ۱۰ص۳
قرض لینے کے بجائے فرض پورا کیجیے	// //	شمارہ۱۱ص۳

﴿درسِ قرآن﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
(سورہ بقرہ قسط۴۰، آیت نمبر۵۲، ۵۳) بنی اسرائیل کے اوپر پانچواں اور چھٹا انعام	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۸
(سورہ بقرہ قسط۴۱، آیت نمبر۵۴) بنی اسرائیل کے اوپر ساتواں انعام	// //	شمارہ۲ص۶
(سورہ بقرہ قسط۴۲، آیت نمبر۵۵) بنی اسرائیل کے اوپر آٹھواں انعام	// //	شمارہ۳ص۵
(سورہ بقرہ قسط۴۳، آیت نمبر۵۶، ۵۷) بنی اسرائیل کے اوپر نواں انعام	// //	شمارہ۴ص۶
(سورہ بقرہ قسط۴۴، آیت نمبر۵۸، ۵۹) بنی اسرائیل کے اوپر دسواں انعام	// //	شمارہ۵ص۵

(سورہ بقرہ قسط۴۵، آیت نمبر۶۰) بنی اسرائیل کے اوپر آخری دسویں انعام کی تکمیل	مفتی محمد رضوان	شمارہ۶ ص۵
(سورہ بقرہ قسط۴۶، آیت نمبر۶۱) بنی اسرائیل کی ناشکری اوران پر ابدی ذلّت	// //	شمارہ۷ ص۵
(سورہ بقرہ قسط۴۷، آیت نمبر۶۲) ذلّت سے نکلنے اور عزت میں داخل ہونے کا طریقہ	// //	شمارہ۸ ص۴
(سورہ بقرہ قسط۴۸، آیت نمبر۶۳ تا ۶۶) بنی اسرائیل کی چند بُری خصلتیں	// //	شمارہ۹ ص۵
(سورہ بقرہ قسط۴۹، آیت نمبر۶۷ تا ۷۳) بنی اسرائیل کی حیل وحجت اور معاندانہ سوالات	// //	شمارہ۱۰ ص۴
(سورہ بقرہ قسط۵۰، آیت نمبر۷۴) بنی اسرائیل کے دلوں کا سخت ہو جانا	// //	شمارہ۱۱ ص۵

﴿درسِ حدیث﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
جمعہ کی رات کی فضیلت واہمیت اور متعلِّقہ مسائل (قسط۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ ص۱۰
جمعہ کی رات کی فضیلت واہمیت اور متعلِّقہ مسائل (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۲ ص۹
جمعہ کے دن فجر کی نماز ادا اور مَردوں کو باجماعت پڑھنے کی فضیلت	// //	شمارہ۳ ص۷
جمعہ کے دن دین کی تکمیل اور جمعہ کا دن ہفتہ وار عید	// //	شمارہ۴ ص۹
نیکی کا ذریعہ بننے پر عظیم الشّان ثواب کا وصول	// //	شمارہ۵ ص۸
دُعا واستغفار کے ذریعے ایصالِ ثواب	// //	شمارہ۶ ص۷
مالی صدقات وخیرات کے ذریعے ایصالِ ثواب	// //	شمارہ۷ ص۱۱
روزے کے ذریعے ایصالِ ثواب	// //	شمارہ۸ ص۷
اخلاص کی فضیلت واہمیت	// //	شمارہ۹ ص۱۲
نماز کے فضائل	// //	شمارہ۱۰ ص۱۲
نماز کی فضیلت واہمیت	// //	شمارہ۱۱ ص۹

﴿تاریخی معلومات﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ماہِ محرم: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	مولوی طارق محمود	شمارہ۱ ص۱۶
ماہِ صفر: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ۲ ص۱۷
ماہِ ربیع الاول: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ۳ ص۹

ماہِ ربیع الآخر: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	مولوی طارق محمود	شمارہ۴ص۱۶
ماہِ جمادی الاولیٰ: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ۵ص۱۷
ماہِ جمادی الاخریٰ: تیسری نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۶ص۲۱
ماہِ رجب: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۷ص۲۹
ماہِ شعبان: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۸ص۱۶
ماہِ رمضان: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۹ص۱۴
ماہِ شوال: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۱۰ص۳۳
ماہِ ذیقعدہ: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۱۱ص۳۱

اصلاحی خطاب

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
نکاح کی اہمیت اور طلاق کی مذمّت (قسط۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۳۷
نکاح کی اہمیت اور طلاق کی مذمّت (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۲ص۳۰

مقالات ومضامین

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
موجودہ بحران، اسباب اور علاج (ملکی صورتحال پر ملک کے ممتاز علمائے کرام کا مشترکہ موقف)		شمارہ۱ص۲۸
ربیعُ الاول مروَّجہ رسموں کے تناظر میں	مفتی محمد رضوان	شمارہ۲ص۲۳
ووٹ کے آداب	// //	شمارہ۲ص۲۸
دہلی کا ایک سفر (قسط۱)	// //	شمارہ۳ص۱۹
کیا چاند پر کوئی تصویر ہے؟	// //	شمارہ۳ص۳۰
دہلی کا ایک سفر (قسط۲)	// //	شمارہ۴ص۲۴
مہنگائی ملک میں بدامنی وفساد کا سبب	// //	شمارہ۴ص۳۹
ٹریفک میں بدنظمی کیوں؟	// //	شمارہ۴ص۴۲
دہلی کا ایک سفر (تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۵ص۲۷

اندھیرا ہو رہا ہے سورج کی روشنی میں	مفتی محمد رضوان	شمارہ۵ص۳۰
راولپنڈی شہر سے	// //	شمارہ۶ص۱۸
راولپنڈی شہر سے	// //	شمارہ۷ص۲۶
حضرت مہدی، دجال اور دو چاندوں کا ظہور	// //	شمارہ۷ص۴۰
راولپنڈی شہر سے	// //	شمارہ۸ص۱۴
ماہِ رمضان مختصر فضائل ومسائل کی روشنی میں	// //	شمارہ۸ص۱۹
صدر پرویز مشرف صاحب کا راہِ فرار	// //	شمارہ۸ص۳۰
صدقۂ فطر اور عید الفطر کے فضائل ومسائل	// //	شمارہ۹ص۱۷
دجالی دور اور امت مسلمہ	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۹ص۳۸
اسلام کے فوجداری قانون کی آفاقیت (قسط۱)	// //	شمارہ۹ص۴۶
حج اخراجات کو کمائی کا ذریعہ سمجھ کر مشکل نہ بنائیں	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۰ص۳۰
ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی	ادارہ	شمارہ۱۰ص۳۱
کیا عید کے چاند کا اعلان درست تھا؟	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۰ص۳۶
اسلام کے فوجداری قانون کی آفاقیت (دوسری وآخری قسط)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۰ص۴۰
قربانی کے اوقات اور ذبح سے متعلق احکام	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۱ص۱۴
ریل کا سفر اور ریلوے نظام میں اصلاحات	// //	شمارہ۱۱ص۲۳
اسلامی نظریاتی کونسل کے ۱۷۱، ویں اجلاس کی سفارشات	// //	شمارہ۱۱ص۲۷

﴿فقہی مسائل﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
پاکی ناپاکی کے مسائل (قسط۱۰)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱ص۴۲
پاکی ناپاکی کے مسائل (قسط۱۱)	// //	شمارہ۲ص۴۰
پاکی ناپاکی کے مسائل (قسط۱۲)	// //	شمارہ۳ص۳۵
حیض ونفاس کی حالت کے بقیہ احکام (پاکی ناپاکی کے مسائل: قسط۱۳)	// //	شمارہ۴ص۴۸
پانی کی اقسام واحکام (پاکی ناپاکی کے مسائل: قسط۱۴)	// //	شمارہ۵ص۳۶

Idara Ghufran

طاہر مطہر مکروہ پانی (پاکی ناپاکی کے مسائل: قسط۱۵)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۶ص۳۱
کنویں کی پاکی ناپاکی کے احکام (پاکی ناپاکی کے مسائل: قسط۱۶)	// //	شمارہ۷ص۳۳
پورا کنواں ناپاک ہونے پر پاکی کے طریقے (پاکی ناپاکی کے مسائل: سترھویں وآخری قسط)	// //	شمارہ۸ص۳۳
نمازی کے کپڑوں اور نماز پڑھنے کی جگہ کی طہارت (نماز کی شرائط کا بیان: قسط۱)	// //	شمارہ۱۰ص۵۳
سترِ عورت یعنی پردہ والے اعضاء ڈھانپنے کے احکام (نماز کی شرائط کا بیان: قسط۲)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۱ص۳۶

﴿اصلاحِ معاملہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۱۵)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱ص۴۶
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۱۶)	// //	شمارہ۲ص۴۵
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۱۷)	// //	شمارہ۳ص۴۰
معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۱۸)	// //	شمارہ۴ص۵۲
خریدی ہوئی چیز کا خریدار کے قبضہ وضمان میں آنے کے متعلق مسائل (معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام: قسط۱۹)	// //	شمارہ۵ص۴۰
بیع سلم کے احکام (معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام: قسط۲۰)	// //	شمارہ۶ص۳۵
اجارہ (کرایہ داری) کے احکام کا بیان (معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام: قسط۲۱)	// //	شمارہ۷ص۳۶
بیع صرف یعنی سونا چاندی وزیورات کے احکام (معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام: بائیسویں وآخری قسط)	// //	شمارہ۸ص۳۶

﴿آداب المعاشرت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۱۰)	مولانا محمد ناصر	شمارہ۱ص۵۰
اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۱۱)	// //	شمارہ۲ص۵۰
بچوں کی اخلاقی تربیت شروع ہونے کی عمر (اولاد کی تربیت کے آداب: قسط۱۲)	// //	شمارہ۳ص۴۵
بچوں کو وقت کی اہمیت کی قدر کرانا (اولاد کی تربیت کے آداب: تیرہویں وآخری قسط)	// //	شمارہ۴ص۵۶
حقوق ادا کرنے کی اہمیت (قسط۱)	مولانا محمد ناصر	شمارہ۵ص۴۳

Idara Ghufran

اللہ تعالیٰ کے حقوق (بسلسلہ: حقوق الاسلام)	مولانا محمد ناصر	شمارہ۶ص۴۳
بجلی استعمال کرنے کے آداب	مفتی محمد رضوان	شمارہ۶ص۳۹
پیشاب پاخانے کے آداب	// //	شمارہ۷ص۴۳
گھر میں داخل ہونے کے آداب	// //	شمارہ۸ص۴۰
چھینکنے، تھوکنے اور جمائی لینے کے آداب	// //	شمارہ۹ص۵۲
عدالتی وکیلوں کے لئے اسلامی ہدایات وآداب	// //	شمارہ۱۰ص۲۷
سفر اور سواری کے آداب	// //	شمارہ۱۰ص۵۶
سفارش کے آداب	// //	شمارہ۱۱ص۳۹

اصلاح وتزکیہ

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
تقویٰ اور صادقین کی معیّت (قسط۲)	اصلاحی مجلس: حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب	شمارہ۱ص۵۴
تقویٰ اور صادقین کی معیّت (تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۲ص۵۴
اصلاحِ نفس کے دو دستورُ العمل (قسط۱)	// //	شمارہ۳ص۴۸
اصلاحِ نفس کے دو دستورُ العمل (قسط۲)	// //	شمارہ۴ص۵۸
اصلاحِ نفس کے دو دستورُ العمل (قسط۳)	// //	شمارہ۵ص۴۸
اصلاحِ نفس کے دو دستورُ العمل (چوتھی وآخری قسط)	// //	شمارہ۶ص۴۹
اولیاء اللہ کی صحبت اور اصلاحِ معاشرت کی ضرورت (قسط۱)	// //	شمارہ۷ص۵۰
اولیاء اللہ کی صحبت اور اصلاحِ معاشرت کی ضرورت (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۸ص۴۶
رمضانُ المبارک کا مقصد اور اس کی رحمتوں سے محروم لوگ (قسط۱)	// //	شمارہ۹ص۵۵
رمضانُ المبارک کا مقصد اور اس کی رحمتوں سے محروم لوگ (قسط۲)	// //	شمارہ۱۰ص۶۲
رمضان المبارک کا مقصد اور اس کی رحمتوں سے محروم لوگ (تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۱۱ص۴۰

Idara Ghufran

﴿اصلاح العلماء والمدارس﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
مداہنت اور حق سے سکوت ،فتنوں کا سبب (قسط۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۵۸
مداہنت اور حق سے سکوت ،فتنوں کا سبب (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۲ص۵۸
صحیح اور غلط روایات میں امتیاز کیجیے	// //	شمارہ۳ص۵۳
اپنے کسی موقف سے رجوع اہلِ حق کا شعار ہے	// //	شمارہ۴ص۶۵
اکابر کی موجودگی میں اصاغر کے علمی وتحقیقی کام کی حیثیت	// //	شمارہ۵ص۵۴
اہتمام میں وراثت جاری نہیں ہوتی	// //	شمارہ۶ص۵۴
موجودہ اسلامی بینکاری سے متعلق اظہارِ خیال	// //	شمارہ۷ص۵۵
تحریر وکتابت کی ضرورت واہمیت	// //	شمارہ۸ص۵۳
مناظرہ جائز ہونے کی شرائط	// //	شمارہ۹ص۵۷
علماء کے وارثِ انبیاء ہونے کا تقاضا	// //	شمارہ۱۰ص۶۵
اختلافِ رائے کے ساتھ احترامِ رائے کی ضرورت	// //	شمارہ۱۱ص۴۵

﴿علم کے مینار﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۴)	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۱ص۶۳
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۵)	// //	شمارہ۲ص۶۱
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۶)	// //	شمارہ۳ص۵۶
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۷)	// //	شمارہ۴ص۶۸
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۸)	// //	شمارہ۵ص۵۶
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۹)	// //	شمارہ۶ص۵۸
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۱۰)	// //	شمارہ۷ص۵۷
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۱۱)	// //	شمارہ۸ص۵۵
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۱۲)	// //	شمارہ۹ص۵۸

سرگذشت عہدِ گُل (قسط۱۳)	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۱۰ص۶۶
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۱۴)	// //	شمارہ۱۱ص۴۶

﴿تذکرۂ اولیاء﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ماضی قریب کی چند صالحہ خواتین کا ذکر	امتیاز احمد	شمارہ۱ص۶۵
چند نیک بیبیوں کی نصیحتیں اور ان کے حالات	// //	شمارہ۲ص۶۸
حضرت خواجہ مودود چشتی رحمہ اللہ	// //	شمارہ۳ص۶۱
حضرت خواجہ شریف زندنی رحمہ اللہ/ خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ	// //	شمارہ۴ص۴۷
حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ (پہلی قسط)	// //	شمارہ۵ص۶۰
حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۶ص۶۲
حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ	// //	شمارہ۷ص۶۲
حضرت خواجہ نظام الدین سلطان الاولیاء رحمہ اللہ (قسط۱)	// //	شمارہ۸ص۵۸
حضرت خواجہ نظام الدین سلطان الاولیاء رحمہ اللہ (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۹ص۶۱
حضرت خواجہ علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمہ اللہ	// //	شمارہ۱۰ص۴۷
حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی رحمہ اللہ	// //	شمارہ۱۱ص۴۹

﴿پیارے بچو!﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
قرآن مجید حفظ کرنے کے فائدے	حافظ محمد ناصر	شمارہ۱ص۷۹
دین کا علم سیکھنے کے فائدے	// //	شمارہ۲ص۷۲
ہاتھوں کو پاک صاف رکھنا اچھے بچوں کی نشانی	// //	شمارہ۳ص۶۵
پیشاب پاخانہ کے آداب	// //	شمارہ۴ص۷۸
رحمت کی برسات ماں	ایک ماں	شمارہ۵ص۶۴
بچو! اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھو!	حافظ محمد ناصر	شمارہ۶ص۶۶
اعمال کا ثمرہ اور نتیجہ	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۷ص۶۸

ضدی اور اچھے بچے	حافظ محمد ناصر	شمارہ۸ص۶۰
حیاء والے اور بے حیاء بچوں کی نشانیاں	// //	شمارہ۹ص۶۶
بچوں کے بڑے ہونے کی عمر کیا ہے؟	// //	شمارہ۱۰ص۷۶
بچو اپنے دانتوں کی حفاظت کرو!	// //	شمارہ۱۱ص۵۳

﴿بزمِ خواتین﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط۹)	مفتی ابوشعیب	شمارہ۱ص۷۳
زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (دسویں وآخری قسط)	// //	شمارہ۲ص۷۵
اپنے گھر کا ماحول دینی بنائیے	// //	شمارہ۳ص۶۸
خواتین کے لباس کے شرعی احکام (قسط۱)	// //	شمارہ۴ص۸۱
خواتین کے لباس کے شرعی احکام (قسط۲)	// //	شمارہ۵ص۶۶
خواتین کے لباس کے شرعی احکام (قسط۳)	// //	شمارہ۶ص۶۷
خواتین کے لباس کے شرعی احکام (قسط۴)	// //	شمارہ۷ص۷۰
خواتین کے لباس کے شرعی احکام (پانچویں وآخری قسط)	// //	شمارہ۸ص۶۲
پردے کی اہمیت اور اس کے چند ضروری احکام (قسط۱)	// //	شمارہ۹ص۶۸
پردے کی اہمیت اور اس کے چند ضروری احکام (قسط۲)	// //	شمارہ۱۰ص۷۹
پردے کی اہمیت اور اس کے چند ضروری احکام (قسط۳)	// //	شمارہ۱۱ص۵۶

﴿آپ کے دینی مسائل کا حل﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
جمعہ سے پہلے اور بعد میں کتنی رکعتیں سُنّت ہیں؟	ادارہ	شمارہ۱ص۷۸
خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینے کا شرعی حکم	// //	شمارہ۲ص۷۹
خطبہ کے وقت بات چیت کرنے اور نماز پڑھنے کا شرعی حکم	// //	شمارہ۳ص۷۱
جمعہ کے دن عمامہ پہننے کی فضیلت والی روایات کی حیثیت	// //	شمارہ۴ص۸۳
ایصالِ ثواب کا ثبوت اور اس کے منکر کا حکم	// //	شمارہ۵ص۷۱

ایصالِ ثواب سے متعلق چند سوالات کے جوابات	ادارہ	شمارہ۶ص۷۳
ایصالِ ثواب سے متعلق چند منکرات وبدعات	// //	شمارہ۷ص۷۳
صبح صادق اور انتہائے سحر وابتدائے فجر کی حقیقت	// //	شمارہ۸ص۶۷
فجر کی جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنتیں پڑھنے کا حکم	// //	شمارہ۹ص۷۳
فجر کی نماز تاخیر سے پڑھنا افضل ہے	// //	شمارہ۱۰ص۸۱
ایک سلام سے وتر کی تین رکعات کا ثبوت	// //	شمارہ۱۱ص۶۰

﴿کیا آپ جانتے ہیں؟﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
سوالات وجوابات	ترتیب:مفتی محمد یونس	شمارہ۱ص۸۷
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۲ص۸۴
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۳ص۸۵
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۴ص۸۸
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۵ص۸۷
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۶ص۸۲
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۷ص۸۷
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۸ص۸۴
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۹ص۸۹
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۱۰ص۸۶
سوالات وجوابات	// //	شمارہ۱۱ص۷۶

﴿عبرت کدہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۱)	ابوجویریہ	شمارہ۱ص۹۰
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۲)	// //	شمارہ۲ص۹۰
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۳)	// //	شمارہ۳ص۸۸

Idara Ghufran

حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط ۴)	ابوجویریہ	شمارہ ۴ ص ۹۱
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط ۵)	// //	شمارہ ۵ ص ۸۹
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط ۶)	// //	شمارہ ۶ ص ۸۷
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط ۷)	// //	شمارہ ۷ ص ۸۹
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط ۸)	// //	شمارہ ۸ ص ۸۹
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط ۹)	// //	شمارہ ۹ ص ۹۲
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط ۱۰)	// //	شمارہ ۱۰ ص ۹۰
حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط ۱۱)	// //	شمارہ ۱۱ ص ۸۰

﴿طب وصحت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
بیر (JUJUBA) سدر	حکیم محمد فیضان	شمارہ ۱ ص ۹۴
چقندر (Beet Root) سلق	// //	شمارہ ۲ ص ۹۴
لوکاٹ (Eriobotrysaponica)	// //	شمارہ ۳ ص ۹۳
خربوزہ (Melon) بطیخ	// //	شمارہ ۴ ص ۹۳
باورچی خانہ یا دواخانہ	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۵ ص ۹۲
آلو بخارا (PRUNES)	حکیم محمد فیضان	شمارہ ۶ ص ۹۱
چھوٹے بچوں کے امراض کی تشخیص وعلامات	حکیم کلیم اختر مرزا	شمارہ ۷ ص ۹۲
پاخانہ کی طبی تشخیص	// //	شمارہ ۸ ص ۹۳
آڑو (PEACH)	حکیم محمد فیضان	شمارہ ۹ ص ۹۵
بعض معمولی امراض بعض خطرناک امراض کا پیش خیمہ ہوتے ہیں	حکیم کلیم اختر مرزا	شمارہ ۱۰ ص ۹۳
ناک بند ہونا: اسباب وعلاج	حکیم راحت نسیم سوہدروی	شمارہ ۱۱ ص ۸۲

﴿اخبارِ ادارہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ ۱ ص ۹۶

ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۲ص۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۳ص۹۵
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۴ص۹۵
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۵ص۹۴
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۶ص۹۳
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۷ص۹۴
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۸ص۹۵
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۹ص۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۰ص۹۴
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۱ص۸۳

﴿اخبارِ عالم﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	ابرار حسین ستی	شمارہ۱ص۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۲ص۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۳ص۹۶
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۴ص۹۶
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۵ص۹۶
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۶ص۹۵
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۷ص۹۶
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۸ص۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۹ص۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۱۰ص۹۶
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۱۱ص۸۴

Idara Ghufran

﴿انگریزی صفحہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
Rights of Fellowmen on the Day of Judgment	ابرار حسین ستی	شمارہ ۱ص ۱۰۰
Rights of Fellowmen on the Day of Judgment	ابرار حسین ستی	شمارہ ۲ص ۹۹
The Breakdown of Electricty	// //	شمارہ ۳ص ۱۰۰
Is There Any Picture On The Moon?	// //	شمارہ ۴ص ۱۰۰
Is There Any Picture On The Moon?	// //	شمارہ ۵ص ۱۰۰
Is There Any Picture On The Moon?	// //	شمارہ ۶ص ۹۹
Is There Any Picture On The Moon?	// //	شمارہ ۷ص ۹۸
Is There Any Picture On The Moon?	// //	شمارہ ۸ص ۹۹
Is There Any Picture On The Moon?	// //	شمارہ ۹ص ۹۹
Some Social Etiquette	مولانا ابراہیم سالیجی	شمارہ ۱۰ص ۹۹

علمی و تحقیقی سلسلہ

(زیرِ طبع)

منیٰ و مزدلفہ کا مکہ کے ساتھ الحاق

کیا موجودہ دور میں منیٰ و مزدلفہ، سفر وحضر اور قصر واتمام کے اعتبار سے مکہ شہر کے تابع ہو چکے اور مکہ شہر کا حصہ بن چکے ہیں یا نہیں؟ حجاجِ کرام کا حج کے موقعہ پر، منیٰ اور مزدلفہ میں قیام کرنا مکہ میں قیام کرنا کہلائے گا؛ یا الگ الگ مواضع میں قیام کرنا قرار دیا جائے گا، اور حجاجِ کرام ان مقامات پر حج کے قیام کے زمانے میں قصر کریں گے یا اتمام؟

اس سلسلہ میں موجودہ علماء وفقہاء کی کیا آراء اور دلائل ہیں؟

رسالہ ھذا میں ان پہلوؤں پر کلام کیا گیا ہے۔

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی